

مسودات

و

نسخۂ قدیمیہ

Donated by:

Er. Mohammad Yasir Raza Qadri Bandvi

ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ تمام سنی جرائد میں کثیر الاشاعت

تار کا پتہ
"اعلیٰ حضرت"
خواجہ قطب بریلی

(۷۸۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۹۲)

ٹیلیفون نمبر

دار العلوم منظر اسلام کا مذہبی اصلاحی اور معاشرتی

مئی ۱۹۶۷ء

ماہنامہ یادگار

صفر المظفر ۱۳۸۷ھ

بریلی شریف

اعلیٰ حضرت

بیادگار حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہ

ایڈیٹر: ریحان رضا خان

قسط ۷

طلوع ۵

چندہ سالانہ

فی کاپی ۷۵

غیر ممالک سے ۹

فی کاپی ۹

رباعی

محصورِ جہاں دانی و عالی میں ہے
کیا شبہ رضاؔ کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

اگر اس دائرہ میں
سرخ نشان
ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ خریداری ختم ہو گیا ہے۔ آئندہ اجراء کے لئے یا تو از راہ کرم منی آرڈر سے زر چندہ ارسال فرمائیں یا دفتر کو وی پی کے ذریعہ روانہ کرنے کیلئے مطلع فرمائیں

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
دفتر ماہنامہ "اعلیٰ حضرت"
محلہ خواجہ قطب بریلی شریف

پاکستانی حضرات

سالانہ چندہ مندرجہ ذیل پتہ پر جمع کر کے رسید دفتر ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" محلہ خواجہ قطب بریلی شریف روانہ فرمائیں رسالہ انکے نام جاری کر دیا جائے گا۔
محمد شفیع صاحب سلطان سیلشن بالمقابل حبیب بینک رامپارٹ روڈ کراچی

کتبہ
بنگش بریلوی

مولوی ریحان رضا خان پرنٹر پبلشر اینڈ ایڈیٹر نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی میں چھپوا کر دفتر اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی سے شائع کیا

کلام الامام امام الکلام

اعلیٰ حضرت مجدّد ملّت امام اہل سنّت رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ذرّے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاجِ سر بنتے ہیں سیّاروں کے

ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
خلعتِ زر بنیں پشتاروں کے

میرے آقا کا وہ در ہے جس پر
ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے

مجرمو چشمِ تبسّم رکھّو !
پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

تیرے ابرو کے تصدّق پیارے
بند کرّے ہیں گرفتاروں کے

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

صدق و عدل و کرم و ہمّت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

بہرِ تسلیم علےٰ میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

میرے عیسےٰ ترے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں بیماروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

(اداریہ)

برعکس نہند نام زنگی کافور

(از حضرت علامہ شاہ ریحان رضا خان صاحب)

مصر کا ایک بادشاہ کافور حبشی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اسی نسلی تعلق کی وجہ سے وہ انتہائی بدہیئت، سیاہ فام اور مہیب صورت تھا۔ اگرچہ اس کے پاس حسن و جمال کی دولت نہ تھی۔ لیکن ایک شہنشاہ ہونے کی حیثیت سے دنیوی دولت کے خزانے تو اس کے پاس تھے۔ وہ خود پسند بھی تھا اپنی تعریف سن کر خوش ہوتا اور تعریف کرنے والوں کو گراں قدر انعامات سے نوازتا تھا۔ لالچی و خوشامدی شعراء اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے اور اسکی شان میں قصیدے لکھ کر اپنا مطلب نکال لیتے۔ متنبی شاعر جو خود بھی پہلے اس کی شان میں قصیدہ کہہ چکا تھا کسی بات پر ناراض ہو کر اس کی ہجو اس طرح کرتا ہے ؎

وَاَسْوَدُ مِشْفَرُہٗ نِصْفُہٗ
یُقَالُ لَہٗ اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی

یعنی کافور کالا ہے۔ اور ہونٹ اتنے موٹے ہیں کہ گویا اس کے تمام جسم کا نصف ہیں لیکن پھر بھی اسے بدر الدجے کہا جاتا ہے۔ اور واقعی ایک سیاہ فام انسان کو چودھویں کا چاند کہنا کتنی بڑی ستم ظریفی ہے۔ اور اس سے بڑھکر ستم ظریفی کیا ہوگی کہ کسی شیطان صفت انسان کا نام "فضل الرحمن" یعنی "خدا کا فضل" رکھدیا جائے۔ اور وہ اپنے غیر مسلم آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی دل آزاری کرے تو کون ہے جو یہ کہنے پر مجبور نہ ہو۔

"برعکس نام نہند زنگی را کافور"

(۲) پاکستان میں ایک صاحب ہیں ڈاکٹر فضل الرحمن مذہبی تعلیم سے نا آشنا، مسلم کلچر سے ناواقف۔ انگریزی تعلیم و تہذیب کے دلدادہ۔ نہ معلوم کیوں آنجناب کی نظر کرم مذہب اسلام کی طرف متوجہ ہوگئی کہ آپ نے ایک کتاب "اسلام" نامی تصنیف کر ڈالی۔ اور اپنے یہودی ... و عیسائی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے بھی باز نہ آئے۔ خدا کا وہ محبوب جس کے بارے میں خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ

(ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے)

آپ نے اسی رحمۃ للعالمین نبی کے اس فعل کو مذہبی تعصب اور تشدد پسندی پر محمول کیا کہ حضور نے مدینہ طیبہ سے تمام یہودیوں کو نکال دیا تھا۔ اگر اس کتاب کی تصنیف کا مقصد صرف یوروپین غیر مسلموں کو اسلام سے روشناس کرنا ہوتا تو اس مسئلہ پر بحث کرنے سے پہلے فضل الرحمن صاحب تاریخ اسلام اٹھا کر ضرور دیکھتے اور ان کو معلوم ہو جاتا کہ مدینہ طیبہ سے یہودیوں کا اخراج مذہبی عدم رواداری سے متعلق نہ تھا۔ بلکہ انتظامی معاملات سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن انہیں تو اپنے آقاؤں کی رضا جوئی مقصود تھی اور انہوں نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال ہی مدینہ کی غیر مسلم اقوام سے وہ ایک معاہدہ کیا تھا جسے اول تو یہودیوں نے بطیب خاطر قبول کیا مگر دلی کدورت اور نبیوں اور رسولوں سے دشمنی کی آبائی فطرت نے انہیں زیادہ عرصہ تک اس معاہدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ معاہدہ کا اقتباس ذیل میں پیش

کیا جاتا ہے۔

(۳) ایک تحریری معاہدہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قریشی اور مدینے کے مسلمان باشندوں اور ان دیگر اقوام کے درمیان جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مل جل کر کاروبار کرتے ہیں۔

(۱) یہ کہ انہیں ایک ہی قوم سمجھا جائیگا۔

(۲) یہ کہ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔

(۳) جن قوموں کے درمیان معاہدہ ہوا ہے ان میں سے کسی قوم پر اگر کوئی حملہ کرے تو حملہ آور کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی۔

(۴) باہمی تعلقات خیر خواہی اور فائدہ رسانی پر مبنی ہونگے نقصان رسانی سے پرہیز کیا جائے گا۔

(۵) جنگ کے دنوں میں مسلمان اور یہودی مل جل کر جنگ کے مصارف کا بار اٹھائینگے۔

(۶) یہودیوں کی دوست قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر ہونگے۔

(۷) کوئی قوم اپنی حلیف قوم کے ساتھ مخالفانہ کارروائی نہ کرے گی۔

(۸) مظلوم کی مدد کی جائے گی۔

(۹) مدینے کے اندر کشت و خون کرنا سب پر حرام ہوگا۔

(۱۰) معاہدہ کرنے والی قوموں کے درمیان جب کوئی معاملہ ایسا پیدا ہو جائے جس سے عناد کا اندیشہ ہو تو اللہ عزوجل اور اسکے پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائیگا

جناب فضل الرحمٰن صاحب! اس معاہدہ کو بار بار پڑھئے اگر آپ نے اپنے ایمان کے ساتھ اپنے ضمیر کو نہیں بیچا ہے تو آپ کا دل پکار اُٹھے گا کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرش گیتی پر مذہبی تعصب کو رواج دینے کے لئے تشریف نہیں لائے تھے۔ وہ دنیا میں تلوار چلانے نہیں آئے تھے۔ بلکہ وہ صلح و آشتی کے رسول تھے۔ امن وسلامتی کے پیغمبر تھے۔ وہ محبت کا پیغام لیکر آئے تھے۔ اور انہوں نے دنیا کو رواداری کا سبق دیا تھا۔ جو قبائل ہمیشہ خانہ جنگی میں مصروف رہتے تھے۔ جو درندے اپنی پیاس دشمن کے خون سے بجھاتے تھے۔ جو اپنے دشمن کا کلیجہ چبا لیا کرتے تھے۔ جو اپنے دشمن کی کھوپڑی میں شراب پیا کرتے تھے۔ ہمارے حضور نے ان درندوں کو مل جل کر رہنے کی تعلیم دی۔ حبیب خدا نے ان کی باہمی رشک و رقابت اور دشمنی کو مٹا کر اتحاد و الفت اور دوستی پیدا کر دی۔ ہمارے حضور نے ہی انہیں بھائی چارہ سکھایا۔ دوسروں کے مال کو جبراً ہڑپ کر لینے والے انسان انہی کی تعلیم سے اپنا سب کچھ اپنے منہ بولے بھائی پر قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نورانی تعلیم نے خونخوار درندوں کو انسان بنا دیا۔ بات بات پر لڑنے والے انسانوں کو ایک مرکز اور ایک پلیٹ فارم پر لاکر کھڑا کر دیا۔ کیا یہ سب کچھ تشدد سے ہوا؟

پھر ایسے رحمت والے نبی پر تشدد پسندی کا الزام لگانا دماغ کی تنیم العقلی اور علمی بے مائگی کا ثبوت نہیں تو کیا ہے؟

صلح جوئی، امن پسندی، محبت، ہمدردی، یگانہ و بیگانہ سے یکساں سلوک، غریبوں پر رحم، اور اپنے بدترین جانی دشمنوں پر قابو پا لینے کے بعد بھی ان کو معاف کر دینا، حضور کی وہ خصوصیات ہیں کہ اپنے تو اپنے اغیار بھی جن کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور حضور کی ان ہی خصوصیات کی بنا پر "پروفیسر باسورتھ" اپنی کتاب

(MOHAMMAD AND MOHAMDENISM)

میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ

"جب میں آپ کی جملہ صفات اور عام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ اور آپ کے غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونکدی تھی کیسے کیسے کارنامے دکھلائے تو آپ ہی مجھے

از مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری
دامت برکاتہم

انوار القرآن

(مسلسل)

(۴)

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ○

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پٹی چڑھی ہوئی ہے اور اُن کے لئے سخت ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔"

خَتَمَ اللّٰہُ الخ پہلے تو خدائے پاک نے اپنے نبی کریم کو یہ بتایا کہ جن کی قسمت میں کفر ہے اُن پر آپ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے۔ وہ ایمان نہ لائیں گے جیسا کہ پہلے گذرا۔ اب اللہ تعالےٰ اُن کے ایمان نہ لانے کی وجہ بیان فرمارہا ہے کہ وہ ایمان نہ لائینگے اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی ہے کہ اُن میں نور ایمان داخل نہ ہو۔ اور اُن کے کانوں پر بھی مہر ثبت فرمائی ہے تو وہ اس قرآن کو نہیں سنتے ہیں۔ یعنی اُن کا نہ سننے کے برابر ہے۔ اور اُن کی آنکھوں پر پٹی چڑھی ہے تو اُنہیں حق بات نظر نہیں آتی۔

اس آیت کریمہ سے یہ ظاہر ہوا کہ اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اُس پر کچھ واجب نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر بندوں کے حق میں وہ کام واجب ہے جو اُن کے حق میں زیادہ مصلحت آمیز ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ اُن کے قول مذکور کو رد کررہی ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خَتَمَ اللّٰہُ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ تو اُن کے مذہب کے مطابق تو اصلح یہ تھا کہ ان کے مہر نہ لگاتا۔ لیکن آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اُس نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا پر کسی کے لئے کچھ واجب نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اللہ کرنے والا ہے جو چاہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں دل، آنکھ، کان کو خاص طریقہ سے ذکر کیا۔ اسلئے کہ یہ تینوں معرفت الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ دل سمجھتا ہے تو کان سنتا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر ایمان حاصل ہو تو یہ تینوں بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ جس پر خدا کا جسقدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ الخ یہ آیت کریمہ ایسے کفار کے حق میں اُتری جو بظاہر تو مؤمن تھے لیکن بباطن کافر تھے۔ خدائے پاک نے بتایا کہ ایسے کفار زیادہ خطرناک ہیں۔ اسی لئے ان کے بارے میں اس سورۃ میں تیرہ آیتیں نازل فرمائیں جن میں اُن کی جہالت وحماقت کا ذکر فرمایا اور اُنکے خبیث ارادوں کو آشکارا کیا۔ کہیں اُن کے استہزاء کے بدلے میں اُن کا استہزاء کیا۔ کہیں اُن کو اندھا بہرا گونگا بتایا۔ غرض طرح طرح سے اُن کی پول کھول کر رکھدی۔

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی تھا۔ یہ قبیلہ بنی خزرج کا سردار تھا۔ حضور کی مدینے میں

تشریف آوری سے قبل اس کی قوم نے اس کی تاجپوشی کا انتظام کیا تھا۔ اسی اثنا میں حضور کی تشریف آوری ہوئی اور سارے اہل مدینہ حضور کی طرف متوجہ ہو گئے آپ نے مدینہ میں رہنے والے اوس و خزرج کے قبائل کو (جو آپ کی ہجرت سے قبل آپس میں برسرپیکار تھے) متحد کیا۔ یہودیوں اور مدینے کے اردگرد بسنے والے اعرابیوں سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ مدینے کی ہر طرح سے حمایت کریں گے اور مسلمانوں پر کسی کو نہ اکسائیں گے لیکن یہودیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور حضور کے درپے ایذا ہوئے۔ اُن پر مخالفوں کو اُکسایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن سب کو مدینے سے رفتہ رفتہ نکلنا پڑا۔ عبداللہ ابن ابی ان سب شرارتوں میں یہودیوں کے ساتھ برابر کا شریک تھا مگر کھلتا نہ تھا در پردہ سب کچھ کرتا رہتا تھا۔

غزوۂ خندق سے واپسی کے موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ کو تہمت اسی نے لگائی تھی۔

ہوا یہ کہ لشکر اسلام غزوۂ خندق سے جب رات کو واپس مدینے کی طرف چلا تو حضرت عائشہ اپنے کھوئے ہوئے ہار کی تلاش میں مشغول تھیں۔ لوگ آپ کے ہودج (محمل) کی طرف آئے اور اُس کو اونٹ پر اٹھا کر لے چلے۔ آپ ہودج میں نہ تھیں۔ اسطرح تنہا رہجانے پر آپ ملول تھیں کہ صفوان بن المعطل السلمی رضی اللہ عنہ (جو صغرسنی میں کاشانۂ نبوی میں آتے تھے اور آپ کو جبھی سے پہچانتے تھے) کی نظر آپ پر پڑی اُنہوں نے آپ کی تنہائی پر افسوس کیا۔ اور آپ کو اونٹ پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ آپ سوار ہوئیں اور وہ مہار پکڑے بصد ادب پیدل چلتے رہے۔ سواری جب مدینے پہنچی دوپہر ہو چکی تھی۔ سب سے پہلے عبداللہ ابن ابی نے دیکھا تو یہ نعرہ لگایا (فجر بہا ورب الکعبۃ) اس شخص نے معاذاللہ عائشہ سے زنا کیا ہے۔ اُس خبیث کا یہ کہنا تھا کہ یہ بات سارے مدینے میں پھیل گئی۔ یہتے کہ اس فتنہ میں حضرت حسان جیسے مخلص صحابی بھی مبتلا ہو گئے مگر جس کو اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ چنانچہ جلال باری عتاب میں آیا۔ حضرت عائشہ کے بارے میں وہ آیتیں اُتریں جو اُن کی برأت کا واضح ثبوت ہیں۔ اور حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے آج بھی عبرت کا تازیانہ ہیں۔

وہ رافضی جو آج بھی حضرت عائشہ جیسی نبی کی چہیتی اہلیہ کو تہمت لگاتے ہیں، اب بھی ان آیات قرآنی سے سبق لیں اور اپنی گستاخی سے باز آئیں۔ ورنہ قیامت میں عذاب شدید کے لئے تیار رہو جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ "اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

مسلمانو! ان منافقوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ اس زمانے میں بھی بڑے بڑے عبداللہ ابن ابی موجود ہیں۔ اگر رسول سے محبت رکھتے ہو تو ان سے بچو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدائے قلب

ازمولانا اختر رضا خان صاحب ازہری

الٰہی رحم کن برحال زارم
کہ عجز تو بہر خود درماں ندارم
توئی غفار و ستارِ خطایا
سوائے تو کرا خوانم خدایا

سوال وجواب

از ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب گوجرانوالہ

سوال: قرآن پاک میں وضو کے متعلق ارشاد ہے فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (دھوؤ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں ٹخنوں تک۔ (پ المائدہ)

اس آیہ میں پاؤں کا حکم مسح سر کے ساتھ ہے۔ اگر پاؤں کو دھونا ہوتا تو یہ حکم دھوئے جانیوالے اجزاء (منہ اور ہاتھ) کے زمرے میں آتا۔ اسکے باوجود آپ وضو میں پاؤں کیوں دھوتے ہیں؟ خالص علمی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کریں اور کوئی ایسی حدیث شریف پیش کریں جسمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک دھونے کا ذکر ہو۔

(منظور حسین عاصی تاندلیانوالہ)

الجواب: جیسا کہ آپ نے آیہ مبارکہ نقل فرمائی ہے۔ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۰ (الآیہ) اس میں أَرْجُلَكُمْ پر نصب یعنی زبر ہے۔ اور اس کا عطف وجوھکم وایدیکم پر ہے۔ لہذا جیسے منہ اور ہاتھ دھونا فرض ہے اسی طرح وضو میں پاؤں دھونا بھی فرض ہے۔

باقی رہا ارجلکم برؤسکم کے بعد ذکر ہونا۔ تو یہ اسلئے نہیں کہ سر کی طرح پاؤں کیلئے بھی مسح ہے۔ بلکہ یہ وضو کی ترتیب ہے کہ پہلے منہ پھر کہنیوں تک ہاتھ پھر سر کا مسح اور پھر ٹخنوں تک پاؤں دھونا۔ جیسا کہ وضو کے چار فرض مشہور ہیں — بہرحال آیۂ مذکورہ میں پاؤں کے مسح کا ذکر نہیں۔ بلکہ منہ اور ہاتھ کی طرح انکے دھونے کا حکم ہے اور اسی پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع اور اہل اسلام کا عمل ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے اجمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی غسل القدمین۔ یعنی وضو میں دونوں پاؤں دھونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اجماع ہے۔"

محدث ابن ابی شیبہ حکم سے روایت کرتے ہیں۔ مضت السنة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی غسل القدمین۔ "یعنی وضو میں پاؤں دھونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا طریقہ مبارکہ ہے۔"

(تفسیر مظہری وغیرہ)

جہاں تک پاؤں دھونے کے متعلق احادیث کا تعلق ہے یہ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ حاشیہ جلالین میں نقل فرمایا۔ قد اشتہرت الاخبار بل تواترت انہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کانوا یغسلون۔ "اس سلسلہ میں احادیث مشہور بلکہ متواتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ وضو میں پاؤں دھوتے تھے۔ (رضی اللہ عنہم) یہی نہیں بلکہ پاؤں نہ دھونے پر بالخصوص وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا ویل للاعقاب من النار۔ یعنی پاؤں نہ دھونے پر ایڑیوں کیلئے عذاب نار کی خرابی ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳)

علاوہ ازیں یہ امر قابل غور ہے کہ خدائے تعالیٰ نے وضو میں جو اعضاء کا دھونا فرمایا ہے صرف پاکیزگی کے لئے ہے جو بارگاہ کبریائی میں بوقت مناجات روح پر تازگی پہنچانے کا ایک فطری سبب ہے۔ اور بہ نسبت ہاتھ کے پاؤں زیادہ تر زمین پر لگتے ہیں جہاں نجاست و کثافت کا محل و موقع ہے۔ پھر کیا وجہ کہ پاؤں جیسے عضو پست کو سر جیسے عضو رئیس کے برابر کیا جائے اور دونوں کو مسح کا حکم دیا جائے حالانکہ سر بیشتر نجاست و کثافت سے محفوظ رہتا ہے۔ لہذا حکمت و دانشمندی کا بھی یہ تقاضا ہے کہ سر اور پاؤں کا ایک حکم نہ ہو بلکہ ان میں فرق ملحوظ ہو۔ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ سر پر مسح ہو اور پاؤں دھوئے جائیں۔ ..

احسن الکلام کلام الحسن

(اُستادِ زمن حضرت مولٰنا حسن علیہ الرحمۃ)

دل مرا دنیا پہ شیدا ہوگیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہوگیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہوگیا

عیب پوشِ خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہوگیا

رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم
صاف اک آئینہ پیدا ہوگیا

دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دور ہے
اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہوگیا

گرمیِ بازار مولیٰ بڑھ چلی
نرخِ رحمت خوب سستا ہوگیا

دیکھ کر اُن کا فروغِ حُسنِ پا
مہر ذرہ چاند تارا ہوگیا

ربِّ سلّم وہ ادھر کہنے لگے
اُس طرف پار اپنا بیڑا ہوگیا

اُن کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہوگیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اُس در سے گزارا ہوگیا

اَلسلام اے ساکنانِ کوئے دوست
ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہوگیا

اُن کے صدقے میں عذابوں سے چُھٹے
کام اپنا نام اُن کا ہوگیا

سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا
دل وہی جو اُن پہ شیدا ہوگیا

حُسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں
آپ پر اللہ پیارا ہوگیا

اُس کو شیروں پر شرف حاصل ہوا
آپ کے در کا جو کُتّا ہوگیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسن
گلشنِ جنّت گھر اُس کا ہوگیا

(حقیقت یا افسانہ)

ریاکاری کا فسون

خداوندا ترے یہ سادہ لوح بندے کدھر جائیں ۔۔۔ کہ درویشی بھی عیاری ہے اور شاہی بھی عیاری

(از حضرت مولانا محمد ریحان رضا خان صاحب زاد اللہ مجدہ وشرفہ)

کہا جاتا ہے کہ اجتماع ضدین یعنی دو ایسی چیزوں کا جمع ہونا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں محال ہے۔ لیکن یہ دنیا کتنی عجیب ہے۔ جس طرف نظر ڈالئے اس دنیا میں تضاد ہی نظر آئیگا۔ ایک چمکتے ہوئے خوبصورت سے نازک پھول کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کانٹوں نے بھی دامن تھام لیا۔ مسرت ملی تو غموں سے بھی ہم کنار ہوئے۔ راحتیں آئیں تو مصیبتوں کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑے۔ کبھی قہقہے لگائے تو آنسو بھی بہہ نکلے۔ ہونٹوں سے مسکرائے تو دل سے سرد آہ بھی نکل پڑی۔ یہ تضاد نہیں تو کیا ہے؟ نور کے پردہ میں ظلمت ہے۔ روشنی کے پیچھے سیاہی ہے۔ صبح کا اُجالا ہے تو رات کی تاریکی بھی ہے۔ دن کے چمکتے ہوئے سورج کی تابانی ہے تو شب دیجور کا گھٹا ٹوپ اندھیرا بھی۔ یہ تضاد نہیں تو کیا ہے؟ کوئی محبت کا متوالا ہے تو کوئی نفرت کا پجاری۔ کسی کا دل رحم اور ہمدردی کا مسکن ہے تو کسی کا دل بیدردی ظلم۔ سفاکی اور درندگی کا مدفن۔ کہیں عفو و درگزر چشم پوشی اغماض کا جذبہ ہے تو کہیں بغض و عناد اور حسد و کینہ ہے کہیں مروت و رواداری ہے تو کہیں عداوت و مکاری۔ کہیں تقویٰ و پرہیزگاری ہے تو کہیں فسق و ریاکاری۔ کہیں صداقت ہے تو کہیں جھوٹ۔ کہیں امانت ہے تو کہیں خیانت۔ کہیں ایمانداری و سچائی ہے تو کہیں فریب و دغا۔ کہیں دوستی ہے تو کہیں دشمنی۔

لیکن ظالم اگر ظالم بنکر سامنے آئے، دشمن اگر دشمن نظر آئے تو کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہر شخص اس سے بچنے کی کوشش کریگا۔ لیکن جب ظالم اپنے ظلم پر ہمدردی اور رحم کا پردہ ڈال لے۔ دشمن اپنے دل کی گہرائیوں میں بغض و حسد، کینہ و عداوت کو چھپاتے ہوئے دوست بنجائے۔ خائن جب اپنی خیانت پر امانت کا پردہ ڈال لے۔ حرام کار جب اپنے گناہوں کو زہد و اتقا کے مقدس پردہ میں چھپالے جھوٹا جب صداقت کی نقاب اوڑھ لے۔ فریبی، مکار، بے ایمان اور دغاباز جب ایمانداری کی پاکیزہ چادر اوڑھ سامنے آئیں۔ جاہ طلب، لالچی، خودغرض، دنیا کے کتے جب اللہ کے بے غرض نیک اور دیندار بندوں کے روپ میں نظر آئیں تو ایسا کون ہے جو دھوکا نہ کھائے۔ آپ بھی دھوکا کھاتے ہیں، ہم بھی دھوکا کھاتے ہیں۔ اور نہ معلوم کب تک اسیطرح دھوکا کھاتے رہیں گے۔ اور کیسے نہ کھائیں۔ شکل دیکھو تو سبحان اللہ کیسی مقدس صورت ہے۔ گھٹے ہوئے سر پر دوپلو ٹوپی، لمبی سی مقدس داڑھی۔ ایک ہاتھ میں سونٹا۔ دوسرے ہاتھ میں موٹے موٹے دانوں کی دور سے چمکنے والی تسبیح۔ لمبا کرتا۔ ٹخنوں سے اوپر تہبند پیروں میں چپل یا لکڑی کی کھڑاؤں پہنے ہوئے مسجد تشریف لئے جا رہے ہیں۔ نماز پڑھی اور موقع مل گیا تو خود ہی پڑھادی (بلکہ زیادہ تر اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ آپ ہی نماز پڑھائیں مسجد میں پہنچے اور بس مصلے پر بیٹھ گئے) نماز شروع ہوئی قرأت سے واقف نہیں۔ لیکن الفاظ کی ادائیگی، آواز کا اُتار چڑھاؤ بتا رہا ہے کہ شاید جناب تمام قاریوں کے اُستاد ہیں۔ شہرے والی شین اور حلوے کی ح بڑی کوشش سے نکالی جا رہی ہے۔ آواز کبھی اتنی بلند کہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت نہیں ہر شخص سُن رہا ہے اور کبھی اتنی مدھم کہ مقتدی سوچ رہے ہیں کہ امام صاحب کو کیا ہو گیا۔ نماز ختم ہوئی بڑی بڑی بزرگ ہستیاں سنت و نوافل سے فارغ ہو کر

ہوسکتا ہے کہ آپ ان رنگیلے سیاروں کو قصوروار سمجھیں یا ان غریب لڑکوں اور مجبور عورتوں ہی کو ذمہ دار ٹھیرائیں جو اپنی اندھی عقیدت کی وجہ سے ان کی ہوس کا شکار بنے لیکن میں تو یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم اور آپ بھی کچھ کم ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ جس بہروپئے کو دیکھا اسے ولی سمجھ لیا جس مکار کو دیکھا اسے بزرگ جانا۔ اور اسے وہ درجہ دیدیا کہ اب کوئی بھی اسکے خلاف لب کشائی نہیں کرسکتا حالانکہ اسکی تمام زندگی آپ کے سامنے تھی۔ ابتدائی زندگی اسکولوں کی رومان پرور فضاؤں میں گزری۔ اسکول سے نکلے ملازمت کرلی۔ خوب رشوتیں لیں۔ پیسے کی فراوانی نے عیاش بنادیا۔ پنشن ملی تو کسی مسجد کے امام بن گئے۔ اب کسی خاندان سے وابستہ ہوکر پیری مریدی شروع کردی۔ اور ہم خاموش رہے۔ یہ نہ سمجھا کہ ان میں سے اکثر وہ ہیں جنکی دینداری محض دنیا کمانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جن کا زہد واتقا ریاکاری پر مبنی ہے۔ جن کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ جو جلوت کے ولی ہیں تو خلوت کے شیطان۔ جنکے چہرے مصنوعی تقدس سے نورانی ہیں تو ان کے دل ہوسناکیوں سے سیہ اور تاریک۔ ہماری آپ کی نظروں کے سامنے کتنے عابد ایسے ہیں جنکی عبادتیں محض دکھاوا ہیں کتنے زاہد ہیں جن کا زہد صرف ایک ڈھونگ ہے۔ کتنے ساجد (سجدہ کرنیوالے) ایسے ہیں جنکے سجدے سجدے نہیں محض ٹکریں ہیں۔ ایسے عابدوں کی عبادت ایسے زاہدوں کا زہد اور ایسے ساجدوں کے سجدے قیامت کے دن ان کے منہ سے مار دئے جائینگے کیونکہ ان میں ریاکاری تھی۔ خلوص وللہیت نہ تھی۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے

یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذئاب یقول اللہ ابی یغترون ام علی یجترؤن فبی حلفت لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ تدع الحلیم منھم حیران۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین کے ذریعہ دنیا کو دھوکہ دینگے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے بھیڑ کے موٹے موٹے کپڑے پہنیں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی۔ لیکن ان کے دل سفاکی و درندگی میں بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا وہ لوگ میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں یا میرے اوپر جرأت کرتے ہیں مجھے اپنی ذات کی قسم کہ میں ان پر ایسے فتنے نازل کرونگا جو بڑے عقلمند اور دانا اشخاص کو بھی حیرانی میں مبتلا کردینگے۔"

غیب جاننے والے پیارے نبی کی یہ خبر اپنی جگہ کتنی صحیح ہے۔ ایک ایک لفظ اپنی صداقت کا ثبوت پیش کررہا ہے۔

جس طرف نظر اٹھائیے ایسے لوگ بکثرت نظر آئینگے جو دنیا والوں کو اپنے جھوٹے تدین سے دھوکہ دے رہے ہیں۔ جو عوام پر اپنی پارسائی کا سکہ جمانے کیلئے موٹا اور کم قیمت لباس پہنتے ہیں میٹھی میٹھی باتیں بناتے ہیں۔ لیکن قساوت قلبی میں بھیڑیوں سے بھی زیادہ سنگدل ہیں۔ لیکن ابھی تو یہ سیہ کار اپنی سیہ کاریوں سے غریبوں کو ہی فتنہ میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم کب ان پر خدا کا عذاب نازل ہوگا یہ کب فتنے میں پڑینگے۔ لیکن ایسا ہوگا ضرور کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے پیارے رسول کی ہر بات اپنی جگہ اٹل ہے۔ یہ بات بھی پوری ہوگی۔ ابھی خدا نے ان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی ہے لیکن وہ دن ضرور آئیگا جب کوئی ان ریاکاروں کو اسکے عذاب سے نجات دلانے والا نہ ہوگا۔ کاش اس وقت کے آنے سے پہلے ہی یہ ریاکار لوگ ریاکاری سے توبہ کرلیں۔

اگرچہ اس مضمون میں کسی خاص شخص کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ نہ معلوم کتنے لوگوں کو اس میں اپنے عکس نظر آئیں گے۔ اور اپنی ناک بھوں چڑھائینگے لیکن اس مضمون کو پڑھکر اگر کوئی بھی ایسا

شخص اپنی ریاکاری سے توبہ کرلے اور خلوص وللہیت کو اپنانے کی کوشش کرے تو میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنی بخشش ونجات کا ذریعہ سمجھوں گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ریاکاری، نام ونمود اور دکھاوے سے محفوظ رکھے اور ہمارے دلوں میں خلوص وللہیت پیدا فرمادے۔ ہم سب کو اسکے پیارے حبیب کے صدقے میں یہ توفیق عطا ہو جائے کہ ہم ہر کام خالص اسی کی ذات کیلئے کریں۔ ہماری محبت اسی کیلئے ہو۔ ہماری نفرت بھی اسی کیلئے ہو۔ آمین آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین۔

نعت پاک

ادیب سیمابی۔ ملتان

تمہاری ذات ہے اوصاف سے بالیدہ بالیدہ
کہ تم ہو مظہر روز ازل تابیدہ تابیدہ

کوئی اُن کا یہ اندازِ کرم دیکھے کہ ہوتی ہے
گنہگاروں پہ رحمت کی نظر پوشیدہ پوشیدہ

تمہارے درد کی لذّت کبھی کم ہو نہیں سکتی
غمِ دوراں سہی ہر دَور میں کاہیدہ کاہیدہ

یہ عالم گردِ قدر کا ہے کہ تیرے ہر اشارے پر
زمیں جنبیدہ جنبیدہ فلک لغزیدہ لغزیدہ

نفس کی آمد و شد کا تسلسل یوں ہوا جیسے
چلی آئے مدینے کی ہَوا طلبیدہ طلبیدہ

متانت آپ کے طرزِ تکلّم پر نچھاور ہے
زباں جنبیدہ جنبیدہ بیاں سنجیدہ سنجیدہ

کرم کی اک نظر آقا مدینے کے مسافر پر
قدم لرزیدہ لرزیدہ ہیں سر شوریدہ شوریدہ

رضائے مصطفےٰ کی شان ہے وہ مقتدر جس پر
رضائے خالقِ ارض و سما گرویدہ گرویدہ

مداوا چاہتے ہیں اشکِ حسرت یارسول اللہ
تمہارے در پہ حاضر ہے ادیبؔ نمدیدہ نمدیدہ

مسئلہ سماع اموات پر
امام اہلسنت کی تحقیق انیق کی ایک جھلک

سید عارف رضوی نانپاروی مدرس دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی

بسا اوقات یہ مسئلہ باعث نزاع رہتا ہے کہ آیا مرنے کے بعد اموات میں قوت ادراک و شعور باقی رہتی ہے کہ نہیں؟ اہل سنت و جماعت کا یہ مسلک ہے کہ بعد الممات قوت علم و ادراک قائم بلکہ بلحاظ سابق اور زائد ہو جاتی ہے۔ دنیائے سنت کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولٰنا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "حیات الموات" کے چند اقتباسات مسئلہ ہذا کے متعلق قارئین کی نذر ہیں اگر بنظر انصاف مطالعہ فرمائینگے تو انشاء اللہ یہ چند سطور آپ کی تشفی کی ضامن ہونگی۔

اگرچہ حیات و ادراک و سماع و ابصار ارواح میں احادیث و آثار اس درجہ کثرت و وفور سے وارد جن کے استیعاب کو ایک مجلد عظیم و دفتر ضخیم درکار اور اسکے احاطہ و استقصاء کی طرف راہ کہاں۔ مگر یہاں بقدر حاجت چند احادیث پر اقتصار۔

(۱) سیدی محمد بن علی ترمذی انس بن مالک سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شبهت خرج المومن من الدنیا الا مثل خروج الصبی من بطن امه من ذالك الغم و الظلمة الی روح الدنیا۔

"یعنی دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا اس دم گھٹنے اور اندھیری جگہ سے اس فضائے وسیع دنیا میں آنا"

اسی لئے علماء فرماتے ہیں۔ دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے، جو رحم مادر کو دنیا سے۔ پھر برزخ کو آخرت سے وہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے۔ اب اس سے برزخ و دنیا کے علوم و ادراکات میں فرق سمجھ لیجئے۔ وہی نسبت چاہئے جو علم جنین کو علم اہل دنیا سے ہے۔

واقعی روح طائر ہے اور بدن قفس اور علم پر والد پنجرے میں پرند کی پرفشانی کتنی۔ ہاں جب کھڑکی سے باہر آیا اسوقت اس کی جولانیاں قابل دید ہیں۔

(۲) حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا۔ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ۔

"یعنی جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ۔ اور اگر بد ہوتا ہے کہتا ہے ہائے خرابی اس کی کہاں لئے جاتے ہیں ہر شے اسکی آواز سنتی ہے مگر آدمی کہ وہ سنے تو بیہوش ہو جائے۔"

(اقول) اگرچہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول ہونگے۔ جب تک اس میں محذور نہ ہو۔ لہذا ہم اس کلام جنازہ کو یوں بھی کلام حقیقی پر محمول کرتے مگر بحمد اللہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پچھلے لفظوں سے نص کو مفسر فرما دیا کہ ہر شے اسکی

آواز سنتی ہے۔ اب کسی طرح مجال تاویل وتشکیک باقی نہ رہی۔ وللہ الحمد۔

حدیث ۳ ۔ امام احمد ابن ابی الدنیا وطبرانی مروزی وابن مندہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ان المیت یعرف من یغسلہ ویحملہ ومن یکفنہ ومن یدلیہ فی حفرتہ

"بیشک مردہ پہچانتا ہے اسے جو اس کو غسل دے اور جو اُٹھائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر میں رکھے۔"

حدیث ۴ ۔ ابو الحسن بن البراء کتاب الروضہ میں بسند خود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من میت یموت الا وھو یعرف غاسلہ ویناشد حاملہ ان کان بشر بروح وریحان وجنۃ نعیم ان یعجلہ وان کان بشر بنزل من حمیم وتصلیۃ جحیم ان یحبسہ

"ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا ہے اور اُٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر اسے آسائش اور پھولوں اور آرام کے باغ کا مژدہ ملا تو قسم دیتا ہے مجھے جلد لے چل اور اگر آب گرم کی مہمانی اور بھڑکتی آگ میں جانے کی خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے روک رکھو۔"

حدیث ۵ ۔ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما من میت یوضع علی سریرہ فیخطی بہ ثلث خطا الا تکلم بکلام یسمعہ ما شاء اللہ الا الثقلین الجن والانس یقول یا اخوتاہ ویا حملۃ نعشاہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی ولا تلعبن بکم کما لعبت بی خلفت ما ترکت لورثتی والدیان یوم القیامۃ یخاصمنی ویحاسبنی وانتم تشیعونی وتدعونی۔

"جب مردہ کو جنازہ پر رکھکر تین قدم لے چلتے ہیں (وہ مردہ) ایک کلام کرتا ہے جسے (وہ) سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے سوا جن والنس کے۔ کہتا ہے اے بھائیو اے نعش اُٹھانے والو تمہیں دنیا فریب نہ دے جیسا مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلی۔ اپنا ترکہ تو میں وارثوں کے لئے چھوڑ چلا اور بدلہ دینے والا قیامت میں مجھ سے جھگڑیگا اور حساب لیگا۔ تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور اکیلا چھوڑ آؤ گے۔"

امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا کہ امام ابن ماجہ صاحب سنن کے استاذ ہیں امام اجل بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی کہ اُنہوں نے فرمایا

بلغنی انہ ما من میت یموت الا وروحہ فی ید ملک الموت فھم یغسلونہ ویکفنونہ وھو یری ما یصنع اھلہ فلم یقدر علی الکلام لینھاھم عن الرنۃ والعویل۔

"مجھے حدیث پہنچی کہ جو شخص مرتا ہے اسکی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لوگ اُسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ اسکے گھر والے کیا کر رہے ہیں۔ وہ ان سے بول نہیں سکتا کہ انہیں شور وفریاد سے منع کرے۔"

امام عقیلی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قال ابو رزین یا رسول اللہ ان طریقی علی الموتی فھل من کلام تکلم بہ اذا مررت علیھم قال قل السلام علیکم یا اھل القبور من المسلمین والمؤمنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون قال ابو رزین یا رسول اللہ یسمعون قال یسمعون ولکن لا یستطیعون ان یجیبوا۔

"یعنی ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا راستہ مقابر

پر سے کوئی کلام ایسا ہے کہ جب اُن پر گذروں کہا کروں۔ فرمایا یوں کہہ سلام تم پر اے قبر والو اہل اسلام اور اہل ایمان سے۔ تم ہمارے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں۔ ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا مردے بھی سنتے ہیں؟ فرمایا سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔"

تنبیہ:- امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

ای جوابا یسمعه الحی والا فهم یردون حیث لا یسمع۔ یعنی حدیث کی یہ مراد ہے کہ مردے ایسا جواب نہیں دیتے جو زندے سن لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں جو ہمارے سننے میں نہیں آتا۔

(اقول) یہ معنے خود اسی فصل کی دو حدیث سابق سے واضح کہ ان میں تصریحاً فرمایا مردے جواب سلام دیتے ہیں اور اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث بکر بن عبد اللہ مزنی سے گزرا کہ روح سب کچھ دیکھتی ہے مگر بول نہیں سکتی کہ شور و فریاد سے منع کرے۔ اس کے معنے بھی وہی ہیں کہ اپنی بات احیاء کو سُنا نہیں سکتے ورنہ صحیح حدیثوں میں اس کا کلام کرنا وارد۔ جیسا کہ حدیث ۳ وغیرہ میں گذرا۔

تنبیہ دوم:- فقیر کہتا ہے کہ پھر ہمارا یہ نہ سُننا بھی دائمی نہیں صدہا بندگان خدا نے اموات کا کلام وسلام سنا ہے۔ جنکی بکثرت روایات خود شرح الصدور وغیرہ میں مذکور اور بعض اسی مقصد میں فقیر نے بھی نقل کیں۔

امام ابو عمر ابن ابو البرکات الاستذکار والتمہید میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من احد یمر بقبر اخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام۔ یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے اگر وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب سلام دیتا ہے۔

امام ابو محمد عبد الحق کہ اجلہ علمائے حدیث سے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔

ذکره الامام السیوطی فی شرح الصدور والفاضل الزرقانی فی شرح المواهب۔

اسی طرح امام ابو عمر و سید علامہ سمہودی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی

ذکره الشیخ المحقق فی جامع البرکات وجذب القلوب۔

امام سبکی شفاء السقام میں یہ حدیث لکھکر فرماتے ہیں

ذکره جماعة (ایک جماعت نے اسکو ذکر کیا)

وقال القرطبی فی التذکرة ان عبد الحق صححه ورویناه فی الخلعیات من حدیث ابی هریرة ایضًا۔ (انتهی)

امام قرطبی تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ امام عبد الحق نے اسکی تصحیح فرمائی اور ہم نے اسکی روایت کی کتاب خلعیات میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔

ابن ابی شیبہ و حاکم حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی۔

ما ابالی فی القبور قضیت حاجتی ام فی السوق بین ظهرانیه والناس ینظرون

یعنی میں ایک سا جانتا ہوں کہ گورستان میں قضائے حاجت کو بیٹھوں یا بازار میں کہ لوگ دیکھتے جائیں۔

شفاء السقام امام سبکی و اربعین طائیہ پھر شرح الصدور میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی۔

انس ما یکون المیت فی قبره اذا زاره من کان یحبه فی دار الدنیا۔ (قبر میں مردے کا زیادہ دل بہلنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب اسکا کوئی پیارا زیارت کو آتا ہے)

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے عامۃ المسلمین کی قبروں پر اگر کوئی اُن کا عزیز جاتے تو اُن کے لئے باعث فرحت و سرور ہے۔ اُن کے علم و بصیرت کے متعلق ایک صحابی کا فرمان یہ ہے کہ جس طرح بازار میں ننگے بیٹھنے سے سب دیکھتے ہیں ایسے ہی قبر والے اسے دیکھتے ہیں۔ پہلے مفہوم کی تائید میں ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبد الحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب تک وہاں سے اُٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔ باقی آئندہ

برعکس نہند نام زنگی کافور

(بقیہ اداریہ)

سب سے برتر، سب سے بزرگ تر اور سب سے بے نظیر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے ابتدا سے لیکر انتہا تک، بعثت سے لیکر دار البقاء میں جانے تک اپنے کو نبی کہلایا اور اس سے ایک رتی بھی آگے نہ بڑھے۔ میں یہ اعتقاد کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ نہایت اعلےٰ درجہ کے فلاسفر اور سائنس داں اور فضلائے عالی دماغ اور عیسائی لیک دن بالاتفاق تصدیق کرینگے کہ بلا شک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے رسول ہیں۔"

کتنے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ایک عیسائی تو اس طرح حضور کی شان میں رطب اللسان ہو۔ اور ایک مسلمان ان کا امتی اس طرح ان کی توہین کرے۔ ایسے انسان کو مسلمان کہنا کہاں تک درست ہے۔ کیا وہ صرف نام کا مسلمان نہیں؟

تمام حقائق سے آنکھیں بند کر کے حضور آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشدد پسندی کا الزام رکھنے سے پہلے ذرا بائیبل اٹھا کر متی کا دسواں باب اور چونتیسواں درس ہی پڑھ لیا ہوتا تو آپ کی آنکھیں کھل جاتیں۔

بائیبل کی عبارت درج کرنے سے پہلے میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہوں گا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی اور نرمی زبان زد خاص و عام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر طمانچہ مارے تو تم اس سے انتقام نہ لو بلکہ دوسرا رخسار بھی اسکی طرف بڑھا دو۔ لیکن اسکے برعکس ان کا یہ فرمان بھی ہے۔

THINK NOT THAT I AM COME TO SEND PEACE ON EARTH, I CAME NOT TO SEND PEACE, BUT A SWORD

"یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر امن پھیلانے آیا ہوں۔ امن پھیلانے نہیں بلکہ تلوار چلانے۔" (انجیل متی باب ۱۰ درس ۳۴)

ہو سکتا ہے کہ آپ اس عبارت کی روشنی میں حضرت عیسٰے کو بھی تشدد پسند ہی قرار دیں۔ لیکن ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ جتنے انبیاء کرام بھی اس دنیا میں تشریف لائے وہ امن و آشتی کا پیغام ہی لیکر آئے۔ انکی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ قوموں کی باہمی دشمنی کو دوستی اور محبت سے بدل دیں۔ خاندانوں کی باہمی عداوت کو مٹا کر انہیں اخوت پیدا کر دیں۔ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا قوموں کو باہم گلے ملا دیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض انبیاء نے سرکش اور نافرمان عناصر کے خلاف تلوار بھی اٹھائی ہے۔ لیکن ان کے اس فعل کو تشدد پر محمول نہیں کیا جا سکتا ہے اسلئے کہ ایک صالح معاشرہ اسی وقت وجود میں آ سکتا ہے جب اسے گندے اور ناپاک عناصر سے پاک کر دیا جائے۔

جسم کا کوئی عضو اگر سڑ جائے تو اسے کاٹ کر پھینک دینا ہی عقلمندی ہے۔ اور اسے باقی رکھنا عین حماقت ہے۔ کیونکہ اسکا مواد تمام جسم میں جائیگا۔ اسی طرح اگر معاشرہ کو ناپاک عناصر سے پاک نہ کیا جائے تو ایکدن تمام معاشرہ میں انکی ناپاکی سرایت کر جائیگی۔ یہی وجہ تھی کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو مدینہ طیبہ سے نکل جانیکا حکم دیا۔ (باقی آئندہ)

نعت امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم

(جناب فیروز نظامی لکھنوی)

سنو اے میکشو جب ساقیٔ کوثر کا نام آئے
کبھی لب پر درود آئے کبھی لب پر سلام آئے

مرادِ بزمِ امکاں دولتِ ہر خاص و عام آئے
رسولوں کے رسول آئے اماموں کے امام آئے

علیم آئے حکیم آئے ولی آئے امام آئے
مگر سب بنکے سلطانِ مدینہ کے غلام آئے

خلوصِ شوق ہونا چاہئے ذکرِ محمد میں
وہ خود تشریف لاتے ہیں جہاں پر انکا نام آئے

گذارے تھے جو یارانِ وفا نے انکی صحبت میں
وہ لمحے روشنی بنکر ہر اک منزل پہ کام آئے

دمکتا ہے رخِ سرکار ایسا کالی کملی میں
کہ جیسے ابر کے آغوش میں ماہِ تمام آئے

بصد جوشِ حضوری گر پڑوں میں انکے قدموں پر
خداوندا مرے سر پہ مبارک انتہام آئے

سرِ عشق و محبت جھوم اٹھا جوشِ مستی میں
بساطِ حشر پر جس دم بلال شادکام آئے

کہیں نعتِ محمد اور کہیں توحید کے نغمے
بہاریں آگئیں جنت میں جب انکے غلام آئے

فرشتے قبر میں جس وقت آئیں پوچھنے مجھ سے
مرے لب پر الٰہی بے محابہ ان کا نام آئے

نہ جانے کیا گذرتی حشر کے دن، وہ تو یہ کہئے
رسول اللہ بنکر ضامنِ ہر خاص و عام آئے

خوشی ہو رنج ہو غم ہو وطن ہو شامِ غربت ہو
لبِ فیروز پر یارب ہمیشہ ان کا نام آئے

مولوی نادان خان کی دھاندلی

از حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قادری رضوی صدر المدرسین دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

کانپور کے ایک نوزائیدہ پرچہ "پیام ملت" مارچ ۱۹۷۶ء شمارہ ۹ صفحہ پر ایک نوآموز حدیث السن مولوی ریحان الدین خان سلطانپوری نے جھوٹی شہرت کا لالچ کرتے ہوئے حضور پُرنور اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مقدس میں شوخ ترین دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے اور اکاذیب و اباطیل اتنا بھاری بھرکم بنڈل پھینکا ہے کہ اگر اس کو کھول کر بکھیر دیا جائے تو اسکے افتراء و بہتان، الزام و اتہام، عیاری و مکاری، جعل سازی و غلط بیانی کی متعفن تعفنے کئی میل کی فضا بدبودار ہو جائیگی۔

اعلیٰحضرت کی ذات اقدس تو بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیلئے سپر ہے۔ گالیوں کی بوچھار تو سپر ہی پر آئیگی۔ مگر ہاں بارگاہ رب العزت جل جلالہٗ و دربار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو رفعت و منزلت کا جو انعام ملا ہے اگر پچاس ہزار یہودیوں کے بچے صبح و شام آپ کو گالیاں دیں، آپ کے خلفاء کو دیں، آپ کے معتقدوں کو دیں تو اس میں ذرہ برابر کمی نہیں آسکتی گالیاں دینے والوں کو اعلان ہے کہ تم سے جسقدر ہوسکے گالیاں دو، گالیاں لکھو، گالیاں چھاپو۔ جب تک پورا جی نہ بھر جائے گالیاں دیتے ہی رہو۔ بلکہ چاہو گینیس کا ریکارڈ توڑ کر گالیوں کا نمبر آگے بڑھاؤ ہمیں تو یہ سوچکر اطمینان ہے کہ تم جب تک گالیاں دیتے رہوگے تو کم از کم اتنا وقت یہ اقوال ملعونہ نہ تو زبان سے بک سکوگے نہ اپنی کتابوں میں پڑھا پاؤگے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جیسے بشر تھے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض ایک معمولی انسان تھے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) وہ مر کر مٹی میں مل گئے (پناہ بخدا) وہ بارگاہ الٰہی میں چمار سے بھی زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر تھے (خدائے قہار کی پناہ) شیطان کے علم کی وسعت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کیلئے کوئی آیت اور کوئی حدیث نہیں۔ رسول پاک کیلئے علم غیب ماننا شرک ہے۔ وغیر ذلک من الخرافات نعوذ باللہ تعالیٰ منہا۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس صفحہ ۳ و ۱۴ و ۲۸ میں خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء کا انکار کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کو خیال عوام قرار دیا۔ اور حضور آخر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور بعد زمانہ نبوی جدید نبی پیدا ہونے کو خاتمیت محمدی کے خلاف نہ مانا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے دستخطی مہری فتوے میں "وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے" کا کفری عقیدہ گڑھا۔ نیز انہوں نے اور انکے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو شیطان ملعون کے علم سے کم قرار دیا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۸ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے علم غیب کے مثل اور برابر بتایا۔ چونکہ یہ اقوال کفریہ ضروریات دین کے مخالف اور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید گستاخی اور سخت ترین توہین پر مشتمل تھے۔ اس لئے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوائے شرعیہ صادر فرمایا۔ کہ یہ چاروں مولوی صاحبان اپنی عبارات کفریہ التزامیہ کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ کافر و مرتد ہو کر دین اسلام سے باہر ہوگئے۔ اور آپ نے اس مقدس فتوے کو آیات قرآنیہ و دلائل شرعیہ سے مبرہن و مزین فرمایا

فرمایا تو جس طرح ان چاروں پیشوایان وہابیہ نے عقیدۂ دینیہ ضروریہ کے خلاف لکھا اور رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں گستاخی اور توہین کی۔ اگر اسی طرح (معاذ اللہ تعالیٰ) اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیفات میں کسی عقیدہ دینیہ ضروریہ کا انکار کئے ہوتے یا بارگاہ رب العزت کی جلالت وعظمت کے کچھ خلاف تحریر کئے ہوتے یا بارگاہ رسالت کی شان میں کوئی گستاخانہ کلمہ لکھے ہوتے تو اکابر علماء وہابیہ کم از کم جوابی کاروائی کیلئے ضرور اعلیٰ حضرت پر کفر وارتداد کا فتوے دیتے اور اس کو ہندوستان کی گلی کوچے میں شائع کراتے۔ مگر چونکہ بارگاہ جلالت وسرکار نبوت کے خلاف اعلیٰ حضرت سے بحمدہ تعالیٰ کوئی جملہ کوئی کلمہ صادر ہی نہ ہوا تھا اسلئے کوئی وہابی عالم آپکی ذات پر کفر یا بدمذہبی کا کوئی الزام قائم نہ کر سکا۔

ہاں ایک شبہ یہاں پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اعلیٰ حضرت نے ان چاروں علماء کو کافر ومرتد کہا تو شاید ان علماء کو کافر کہنے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت پر کفر عائد ہو گیا ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت پر ان علماء کو کافر کہنا شرعاً فرض تھا۔ اگر اعلیٰ حضرت ان علمائے مذکورین کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ تو پھر کفر عائد ہونے کا کیا معنے؟ نمائندہ علمائے وہابیہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دارالعلوم دیوبند کو جب قادیانیوں نے چھیڑا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف ہم آپ کا فتوائے تکفیر نہیں مانتے جیسے کہ آپ لوگ قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی وغیرہ کے بارے میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا فتوائے تکفیر تسلیم نہیں کرتے۔ تو نمائندہ وہابیہ دربھنگی صاحب پہلے تو ادھر ادھر کی اَن کہی بولے۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ وغیرہ کی عبارات کفریہ سے بیزاری ظاہر کی۔ اور کہا کہ یہ کلمات کفریہ ہمارے بزرگوں نے نہیں کہے ہیں۔ پھر سوچا کہ ہماری کتابیں چھپکر شائع ہو چکی ہیں ان میں یہ عبارات کفریہ موجود ہیں جن کی نشاندہی مولانا احمد رضا نے کر دی ہے۔ تو قادیانی ہمارے اس انکار کو کیسے مان سکتے ہیں۔ جب دیکھا کہ بات کسی طرح بنائے بنتی نہیں تو آخر میں فیصلہ کن اعلان کرنا ہی پڑا کہ۔ "اگر (مولانا احمد رضا) خانصاحب کے نزدیک

بعض علمائے دیوبند (یعنی مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحبان) واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے (یعنی مولانا احمد رضا نے) انہیں (مولویان مذکورین کو) سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان (چاروں مولوی صاحبان) کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے مرزا (غلام احمد قادیانی) کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کا کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ (یعنی علماء اسلام) مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ (مرزائی) لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائینگے کیونکہ جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ص۱۳)

تو اگر اعلیٰ حضرت کی تحریرات میں کفر نہ سہی صرف گمراہی کی کوئی بات ہوتی تو نمائندہ وہابیہ نہایت اچھل کر کہتا کہ او مرزائیو! تم لوگوں نے کس بدمذہب کا نام لے لیا۔ ارے احمد رضا تو شرعاً گمراہ ہے اور مسائل دینیہ میں گمراہ کا فتوے قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ مگر اچھلتے کیسے احمد رضا کی حقانیت کا رعب وجلال سر پر سوار تھا۔ اسلئے مرزائیوں کو سمجھایا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دیکھو جسطرح مولانا احمد رضا پر ان چاروں علمائے دیوبند کو کافر کہنا فرض تھا یونہی اسوقت علمائے اسلام

پیر مرزا اور مرزائیوں کو کافر کہنا فرض ہے۔ اور جسطرح مولانا احمد رضا نے ان چاروں علمائے دیوبند پر کفر کا فتوے دیکر اپنا فرض انجام دیا ہے یونہی علمائے اسلام مرزا اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہکر اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور جس طرح مولانا احمد رضا اگر علمائے دیوبند کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ یونہی علمائے اسلام اگر مرزا کو کافر نہ کہیں گے تو خود کافر ہو جائینگے۔ مرزائیو! اب آخر اب آخری اور تہ کی بات یہ ہے کہ جس طرح ہم اپنے ان چاروں پیشوایان دیوبند کے حق میں مولانا احمد رضا کا فتوائے تکفیر مان رہے ہیں ویسے ہی تم لوگ بھی ہمارا فتوائے تکفیر اپنے پیشوا مرزا کے بارے میں مان لو۔ اور پھر کبھی یہ بات زبان پر مت لانا۔ کیونکہ ہم بار بار مولانا احمد رضا کے فتوائے تکفیر کی حقانیت تسلیم کر کے اپنے مذہب کو ستیاناس نہیں کرینگے۔

اب جبکہ یہ حقائق ثابتہ پوری طرح واضح ہو گئے تو سب وہابی کان لگا کر سن لیں کہ شاہ احمد رضا ایک پیکر حقانیت مفتیٔ اسلام ہیں۔ آپ کی ذات پر کفر یا بد مذہبی کی کسی بات کا الزام نہیں۔ اگر الزام کی گنجائش ہوتی تو بڑے بڑے چوٹی کے علمائے وہابیہ جو علوم و فنون میں آجکل کے نئے نئے طفلان مکتب سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے اعلیٰحضرت کے متعلق کافر یا بد مذہب ہونے کا فتوے دے چکے ہوتے۔ لہٰذا اب اگر کوئی منافق بچہ اعلیٰ حضرت کی ذات پر اشارۃً یا کنایۃً کفر کا بہتان باندھیگا تو وہ ایک جلیل الشان مفتیٔ اسلام کی شان میں دریدہ دہن، گستاخ، اور قانون کی نگاہ میں فتنہ انگیز فضائے امن کو مکدر کرنے والا قرار پائیگا اور دیندار مسلمانوں کے نزدیک کمینہ اور ذلیل ٹھہریگا۔

رہی یہ بات کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ مولویوں کو کافر و مرتد کہنے والا اور لکھنے والا کیوں گستاخ قرار پائے جبکہ مسلمان کہلانے والوں میں کثیر وہابی مولوی تھانوی و مولوی گنگوہی وغیرہ صاحبان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔ تو پہلا جواب یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والوں میں ایک کثیر طبقہ قادیانیوں کا بھی ہے جو مرزا غلام احمد کو نہ صرف مذہبی پیشوا بلکہ (معاذ اللہ تعالیٰ) اپنا نبی بھی مانتا ہے تو اگر مرزا کو کافر و مرتد کہنے والا اور لکھنے والا گستاخ، فسادی اور لڑاکو ہو تو اشد العذاب کے مصنف نمائندۂ وہابیہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی بہت بڑے گستاخ اور فسادی قرار پائینگے۔ اور اگر مرزا کو کافر کہنے اور لکھنے کے باوجود دربھنگی صاحب نہ فسادی ہیں نہ گستاخ۔ تو مولوی تھانوی صاحب وغیرہ کو بحکم شرع کافر کہنے والا اور لکھنے والا بھی ہرگز گستاخ اور فسادی نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحبان وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں پیغمبر اسلام رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مقدس میں گستاخی اور توہین لکھی۔ اور عرب و عجم کے معتمد علیہ بین الاقوامی مفتیٔ اسلام نے دلائل شرعیہ کی بنا پر فتوے دیدیا کہ یہ لوگ اپنے عقائد کفریہ اور توہین و گستاخی کے باعث شرعاً کافر و مرتد ہیں۔ اور یہ بھی حکم سنایا کہ ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اور جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انکے کافر ہونے اور عذاب پانے میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے۔ اور پھر مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے ۳۳ اکابر علمائے اسلام نے اس فتوے کی حقانیت پر دستخط کئے۔ اور غیر منقسم ہندوستان کے دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) علماء نے اس فتوے کی تحریری طور پر تصدیق کی۔ تو فتوائے شرعی کی رو سے پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ماننے والے پر فرض ہو گیا کہ وہ بحکم شرع مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کو کافر و مرتد مانے، اور کہے۔ لہذا ایسی صورت میں اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کو کافر و مرتد کہنے والا اور لکھنے والا گستاخ کیونکر قرار پا سکتا ہے اور قانون کی نگاہ میں کسطرح فسادی ٹھیرایا جا سکتا ہے؟ خود قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمان کہلانے والوں کے متعلق؟ جو بارگاہ رسالت میں گستاخ تھے ارشاد فرمایا۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔
یعنی اے پیارے نبی! تم ان مسلمان کہلانے والے گستاخوں سے فرما دو کہ بہانے نہ بناؤ تم لوگ اپنا ایمان ظاہر کرنے کے بعد (اب گستاخی کی وجہ سے ظاہری طور پر کھلم کھلا) کافر ہو گئے۔ تو کیا معاذ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید فساد کی اشاعت کر رہا ہے؟

اور پھر جب وہابیوں کے ایک معتمد علیہ چوٹی کے عالم نے تحریری اعلان کر دیا کہ مولانا احمد رضا پر ان علماء دیوبند کو کافر کہنا فرض تھا۔ اگر مولانا احمد رضا ان علماء کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ تو جن امور کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت پر ان علماء کو کافر کہنا فرض تھا اسی بنیاد کی وجہ سے آج ہم سنیوں پر کافر کہنا فرض ہے۔ اشد العذاب کے اس اعلان کے خلاف آجتک کسی وہابی عالم نے کوئی بیان شائع نہیں کیا جس کا معنے یہ ہے کہ اس اعلان کو سب نے تسلیم کیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اکابر و اصاغر علمائے وہابیہ نے بھی ہمارے لئے "اس مسئلہ تکفیر کی فرضیت کو مانا ہے۔ تو اب اس فرض کی ادائیگی پر کسی وہابی کو اپنے مذہب کی رو سے بھی اعتراض کرنے کا بالکل حق نہ رہ گیا۔ اور جو اعتراض کرے وہ ہمارے مذہبی اسلامی دینی امور میں مداخلت بیجا کے باعث شدید فتنہ انگیز اور سخت قسم کا فسادی قرار پائیگا۔

ضابطہ اسلامی یہ ہے کہ جب علماء اسلام قرآن حدیث کے دلائل کے مطابق کسی بھی شخص پر خواہ وہ مولوی عالم کہلاتا ہو یا نبی اور پیغمبر بنتا ہو، کفر کا فتوےٰ دیدینگے تو ایسے شخص کو کافر و مرتد کہنا نہ گالی ہے نہ گستاخی۔ ہاں اگر بغیر علماء سے فتوےٰ لئے کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر و مرتد کہدے تو وہ ضرور گالی بکنے والا فتنہ پھیلانے والا قرار پائیگا۔ مثلاً اگر پیشوایان وہابیہ اشرف علی تھانوی قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی وغیرہ صاحبان سے اقوال کفریہ صادر نہ ہوئے ہوتے اور اعلیٰ حضرت وغیرہ علماء اہل سنت اُن پر کفر و ارتداد کا فتوےٰ جاری نہ فرمائے ہوتے تو ان حضرات کو کافر و مرتد کہنے والا ضرور دریدہ دہن بیہودہ فسادانگیز، فتنہ پرور، گالی بکنے والا قرار پاتا اور سزا کا مستحق ہوتا۔ اب رہے مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ مولویوں کے چیلے اور معتقدین، تو وہ ہرگز اسلامی رعایت کے مستحق نہیں۔ وہ تو شرعاً اور مذہباً خود مجرم ہیں کہ انہوں نے ایسے حضرات کو اپنا دینی پیشوا بنایا جنکے کفر و ارتداد پر عرب سے ہند تک کے علماء اسلام نے مہر لگادی ہے۔ اور حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے مقابلہ میں اگر المہند کی کارروائی جعلی نہ ہوتی تو فیض آباد کے مقدمہ میں نہایت پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول اور یعقوب علی سشن جج نے فتاوٰے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ (باقی صـ ۲۹ پر)

سوال و جواب بقیہ صـ ۶

جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور اور اجماع سے ثابت ہے۔ نیز اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ قرآن مجید میں جن اعضاء کے دھونے کا حکم ہے ان کی حد بھی مذکور ہے اور جہاں مسح ہے وہاں حد کا ذکر نہیں جیسا کہ اَیْدِیَکُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ میں ٹخنوں تک پاؤں کی حد مذکور ہے اسلئے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پاؤں مسح والا عضو نہیں بلکہ دھوئے جانے والے اعضاء میں شامل ہے۔

الغرض وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ میں منہ اور ہاتھ کی طرح پاؤں دھونے کا بھی حکم ہے اور بغیر موزہ پاؤں مسح کرنا قرآن پاک، حدیث شریف، اجماع صحابہؓ اور تعامل امت کے سراسر خلاف ہے اور کسی قابل اعتماد و معتمد علیہ امام و عالم سے پاؤں پر مسح منقول نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

(بشکریہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

جناب مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آباد کی خدمت میں

(از سید محمد حمایت رسول صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف)

محترم! اسلام مسنون! دسمبر ۶۶ء؍جنوری ۶۷ء کا مشترکہ شمارہ آپ کا ماہنامہ "پاسبان" نظر سے گذرا شذرات کے تحت ص۲ پر آپ نے بعنوان "سنی یونیورسٹی بریلی" اس طرح خامہ فرسائی کی ہے۔

"اب سے پہلے یہ اعلان کر دیا گیا کہ مرکز اہل سنت بریلی نے ابتدائی مرحلے میں پچھتر ہزار (۷۵) روپے زائد کی عمارت خرید لی لیکن ابھی تک وہ عمارت استعمال میں نہیں لائی گئی۔ دستور و ضابطہ کی ایک دنیا قائل ہے لیکن میرے اپنے خیال میں وہ دستور جو کسی بھی منتظم کا انشراح صدر چھین لے اور وہ نتیجۃً محض زینت رجسٹر بنکر رہجائے اسمیں شدت و غلو نہ پیدا کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مظہر اسلام کے حق میں مکرمی مولانا صوفی ساجد علی خان صاحب کی نظامت مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہے اسلئے ان کی منشاء و مرضی کو ذیلی دفعات پر مقدم رکھنا ازبس ضروری ہے۔ ورنہ ہوسکتا ہے عملاً افسوسناک نتائج رونما ہوں اور دستور و کمیٹی ایک چلتی ہوئی گاڑی کی راہ میں روڑا بنجائیں"

معروض ہے کہ آپ نے بات بلا وجہ بڑھادی۔ یہ ضرور ہے کہ بات دراصل کچھ اور ہے جس کی آپ کو پاسداری و پردہ داری ہے۔

(۱) بات بہت زیادہ پرانی نہیں ہوئی ہے کہ مظہر اسلام کی تعمیر کے سلسلہ میں علماء کرام کی ایک ابتدائی نشست اجمیر مقدس میں ۵۔ دسمبر ۶۲ء کو ہوئی۔ یاد فرمائیں جس میں جناب ہی نے روڑا اٹکاکر معاملہ کو دور ڈالدیا تھا۔ مگر اس دن اتنا تو ہو ہی گیا تھا کہ حاضرین نے فراہمی زر سے متعلق علماء کرام کی ایک فہرست مرتب کرادی تھی۔ جس میں آپ کا نام گرامی بھی رکھا گیا تھا۔ اور آپ کو شرما حضوری اس پر دستخط کرنا پڑے تھے۔ اسلئے کہ آپکو فی الحقیقت کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور نہ ہوئی۔ جیسا کہ آپکے طرز عمل سے ثابت ہوچکا ہے۔

(۲) سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس کانپور منعقدہ یکم تا ۳۔ نومبر ۶۳ء جس کے آپ روح رواں تھے پوسٹروں میں ہینڈبل میں "غور طلب و حل طلب مسائل کے آٹھ عدد ایٹم میں سے پانچواں ایٹم "سنی یونیورسٹی بریلی کے عظیم منصوبے کو کامیاب بنانے اور عملی جامہ پہنانے کی تدابیر" کا تھا۔ اور یہ ایٹم صرف اور صرف کانفرنس کو کامیاب بنالینے کیلئے جاذب نظر اور دکھاوے کیلئے رکھا گیا تھا ورنہ حقیقت کچھ نہ تھی۔ جو سامنے آکر رہی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ایک لفظ بھی اس ایٹم سے متعلق نہ فرمایا۔ جبکہ آپ خصوصاً ۳۔ نومبر کے اجلاس کے اناؤنسر بھی تھے۔ آپ سے رجوع کیا گیا تھا کہ مظہر اسلام (یونیورسٹی) کے متعلق کچھ کہیں یا کہلوائیں۔ آپ نے وعدہ کیا لیکن ایفاء نہ کیا۔ غرضکہ اول تا آخر پوری کانفرنس بھی کسی کارکردگان و ذمہ داران کانفرنس نے ایٹم پانچ کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا نہ کہلوایا۔

(۳) تعمیر و مجوزہ دستور رضوی دارالعلوم مظہر اسلام سے متعلق جتنے اجلاس و کمیٹیاں ہوئیں ان سب میں آپکو بہ اصرار دعوت شرکت دیگئی۔ علاوہ اور ایام کے ہر عرس اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور بموقعہ شادی عزیزم خالد میاں صاحب سلمہ اجلاس ہوئے۔ خصوصاً شادی سے ایک دن قبل ۴۔ اپریل ۶۵ء کو وہ دستور جس کو کسی ہما و شما نے نہیں بلکہ ایک عالم اور مفتی نے تیار کیا تھا بلکہ بیس علماء کرام نے جس میں آپ کے استاد و مرشد حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی بھی تھے۔ ان سب نے

دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف

(از سید محمد حمایت رسول غفرلہٗ صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ نزد جامع مسجد بریلی شریف)

بزرگان و عزیزان ملت! اسلام مسنون۔ معروض ہے کہ عرصہ دو سال زائد سے جو عمارت دارالعلوم مظہر اسلام کیلئے خرید کی ہوئی ہے اُس میں دارالعلوم کو مسجد بی بی جی سے اب تک منتقل نہ کئے جانے کے سلسلے میں دریافت کے لئے جو مراسلے موصول ہوئے ہیں کافی ہیں۔ ذیل میں چند کے اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ گو کہ تم شکل و تنکلو یم مشکل۔ دعا ہے کہ جلد سے جلد اب بھی منتقلی عمل میں آجائے۔ اور خدا کرے کہ مجھے مراسلات کے جواب دینے کی ضرورت نہ پیش آئے اور اسطرح اخفا ہی میں رہے تو بہتر ہے ورنہ اگر یہی صورت حال رہی تو مجھے مجبوراً قوم کو پوری پوری کیفیت سے آگاہ کرنا ہی پڑیگا۔ کہ دارالعلوم کے منتقل نہ ہو سکنے کا اصل سبب کیا ہے اور کون ہے۔ اہل بریلی اس سبب سے کما حقہ واقف ہیں اور اس کا سدّباب ہمارے اُن کے کسی کے بھی بس کی بات نہیں، ماسوا صرف اور صرف ایک ذات مجمع الصفات کے، اس لئے میں آخر میں اسی ذاتِ مقدسہ یعنی آقا سیدی الکریم حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت بابرکت میں التماس دعا کرتا ہوں کہ حضور اپنے لبہائے مبارکہ کی جنبش سے تمام رکاوٹ کو پاش پاش فرما کر منتقلی کا حکم صادر فرما دینگے۔

اقتباسات مراسلات مع تاریخ آمد

۱۲ جون سنہ ۶۶ء۔ "افسوس ہے کہ دو سال سے وہ عمارت خالی پڑی ہے۔ آخر کیوں؟ میری ایک دن مہتمم ساجد علی خان صاحب سے اس سلسلے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا کہ وہ رضوی دارالعلوم منظر اسلام کے لئے عمارت خریدی ہے اور یہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی ہے جس کا اُس خریدکردہ عمارت میں منتقلی کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اگر یہی وجہ رکاوٹ ہے تو اسکی خریداری کے وقت انہوں نے یا حضرت نے اس کو ختم کیوں نہیں فرمایا۔ قوم کو غلط فہمی میں ابتک کیوں مبتلا رکھا"

۱۰ اکتوبر سنہ ۶۶ء۔ "سنا ہے کہ مدرسہ ابھی تک اُس جگہ منتقل نہیں ہوا ہے جو کہ آپ نے کوشش بلیغ کرکے حاصل کی ہے۔ سُنا ہے ساجد میاں صاحب نہیں چاہتے کہ مدرسہ اُن کے اثر و اقتدار سے علیحدہ ہو"

۲۰ اکتوبر سنہ ۶۶ء۔ "میرے ایک بزرگ پیر بھائی کا گرامی نامہ آیا۔ اُس میں تحریر تھا کہ مدرسہ مسجد بی بی جی مرحومہ مغفورہ سے خریدکردہ مکان میں ابھی تک نہیں گیا ہے اور ابھی تک مسجد میں چل رہا ہے۔ یہ خبر بھی معلوم ہوئی جو جگہ آپ نے خریدی اُسکے برابر اراضی ہے اور آپ اُس کو خریدنا بھی چاہتے تھے وہ غیر مسلموں نے خرید لی۔ یہ سُنکر رنج و تکلیف ہوئی"

۷ نومبر سنہ ۶۶ء۔ "ساجد علی خان صاحب سے امید وفا، اُن کے قول و فعل یا اُن سے کسی قسم کی امید رکھنا بہت بڑی غلطی کرنا ہے۔ اُن کا یا اُن کے صاحبزادے خالد علی خان صاحب کا کوئی تعلق مدرسہ سے نہ رہے"

۲۸ نومبر سنہ ۶۶ء۔ "امید کہ ساری اسکیمیں ہی محفوظ مقام پر بند کر دی گئی ہونگی۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کا نہیں ہے"

۲۹ نومبر سنہ ۶۶ء۔ "سنا ہے کہ مدرسہ ابھی تک منتقل نہیں ہوا ہے کیا وجہ ہے۔ کیا حضرت مفتی اعظم قبلہ وہاں مدرسہ لیجانا نہیں چاہتے ہیں؟ اُن کو نہیں معلوم کہ لوگ یہاں کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ یہاں موجود ہوتے تو اچھا تھا جواب دیتے"

۱۳۔ دسمبر ۶۶ء :۔ "آپ بریلی جاتے لگے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میرے پہنچنے پر مدرسہ منتقل ہو جائیگا۔ اس سلسلے میں کیا کیا۔ مدرسہ ابتک کیوں نہیں منتقل ہوا؟ واضح طور پر تحریر کریں کیا رکاوٹ ہے؟ تاکہ اسکے متعلق کاروائی کیجا سکے"

۴۔ جنوری ۶۷ء :۔ "مدرسہ ابھی تک مسجد بی بی جی میں قائم ہے۔ یونیورسٹی کی جائیداد میں کیوں نہیں منتقل کیا گیا ہے؟ اس قسم کے اور بھی کئی سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں۔ بہرکیف درج بالا باتوں کا جواب مرحمت فرماکر مطمئن فرمائیں۔ التواء تاخیر سے ہر درد مند سنّی بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکیگا"

۶۔ جنوری ۶۷ء :۔ یونیورسٹی کی تعمیر سے دل کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔ خدمت کی۔ اور لوگوں سے کرائی جو کچھ ہوا خدمت میں حاضر کرتا رہا۔ آپ لوگوں نے حضور مفتی اعظم ہند کو بھی بدنام کر دیا۔ کیا میں آپ سے سوال کر سکتا ہوں کہ قوم کے روپے کو کہاں ڈالا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنی تجوریوں کو گرم کر لیا ہے اور اب خاموش ہو گئے ہو۔ کیا خرید شدہ زمین کی قیمت چالیس ہزار روپیہ ہے؟ تم نے قوم کے خون سے کمائے ہوئے روپے کو پانی کی طرح بہا دیا۔ مدرسہ ابھی تک وہاں نہیں گیا ہے یہ اسلام اور حضور مفتی اعظم ہند قبلہ سے غداری نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔"

۲۸۔ جنوری ۶۷ء :۔ "امسال جو پڑھائی شروع ہو رہی ہے چھٹیوں کے بعد ماہ شوال میں، وہ غالباً اسی نئی عمارت میں شروع ہونے والی ہوگی؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھ سے یہاں فلاں فلاں فلاں فلاں اس بارے میں کئی مرتبہ پوچھ چکے ہیں۔ میں نے ان تمام لوگوں سے یہی کہہ رکھا ہے کہ اس بارے میں صدر ویلفیر کمیٹی کو لکھا ہے جواب آنے پر بتاؤنگا۔ آخر کیا بات ہے کہ مدرسہ ابھی تک منتقل نہیں ہوا ہے؟ جلد تسلی بخش جواب دیں۔ تاکہ میں ان حضرات کو مطمئن کر سکوں۔ اور بھی بہت سے لوگ برابر پریشان کئے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عمارت مدرسہ کے نام سے خریدی گئی کیا کرایہ پر دیدی؟ یا اُس کا کیا ہوا؟ بھلا کئی سال سے مدرسہ کیلئے عمارت بنانے اور جگہ خریدنے کا معاملہ بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ اب جبکہ خدا نے اپنے کرم سے جگہ عطا فرما دی تو آخر اسکی کیا وجہ ہے کہ مدرسہ دو سال سے اُس میں منتقل نہیں ہوا؟ بھلا بتلائیے میں ہر دریافت کرنیوالے سے کیا کہوں؟ لوگ کہتے ہیں کہ اگر سید حمایت رسول سے کام نہیں ہوتا تو اُن کو صدارت چھوڑ دینا چاہئے۔ آپ بُرا نہ مانیں۔ میں نے حالات بالکل صحیح طور پر تحریر کر دئے ہیں۔ آپ کو یہ کام ضرور کوشش کر کے منتقلی کا کرا دینا چاہئے۔ جواب جلد عطا فرمائیں"

۱۰۔ فروری ۶۷ء :۔ "آپ نے جو فرمایا تھا مدرسہ اس رمضان المبارک کے بعد بلڈنگ میں پہنچ جاویگا۔ مگر یہاں جو ہوا اُڑ رہی ہے کہ مدرسہ ابھی تک مسجد میں موجود ہے۔ لوگوں کو میں اس کا کیا جواب دوں اور کیا بیان کروں براہ عنداللہ صاف صاف لکھئے گا کہ مدرسہ کو بلڈنگ میں لیجانے میں کون حارج ہو رہا ہے۔ مجھ سے محمد شفیع صاحب سجادنبی صاحب سرفرازی صاحب قادری صاحب غلام مصطفےٰ صاحب رضا حسین صاحب عبد الغفار صاحب اور بہت سے صاحبان دریافت کرتے ہیں کہ مدرسہ کیوں نہیں بلڈنگ میں ابتک پہنچا؟ مطلع فرمادیں"

۱۳۔ فروری ۶۷ء :۔ "مدرسہ کی منتقلی کا مسئلہ حل ہوا یا نہیں اور کیا رکاوٹیں ہیں؟ اور وہ دور کیوں نہیں جاتیں"

۱۶۔ مارچ ۶۷ء :۔ "یونیورسٹی کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اب سے بہت پہلے آپ نے مدرسہ کو لے جانے کا اعلان کیا تھا۔ ہمیں بڑی خوشی محسوس ہوئی تھی لیکن یہ خواب خواب ہی رہا۔ خدا کیلئے تم بریلی شریف کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ مت لگاؤ۔ وہ بریلی جو ہندوستان کے سنیوں کا مرکز ہے اُسکو اس طرح بدنام کرنے کی کوشش مت کرو۔ قوم کے گاڑھے پسینے کی کمائی اس طرح سے برباد کرتے ہوئے تم کو

ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ عمارت کس کام میں لائی جا رہی ہے؟ اُس میں مدرسہ کیوں نہیں قائم ہو سکا؟ کیا آپ میری ان سب باتوں کا جواب دے سکیں گے۔"

۱۶۔ مارچ ۶۷ء: "مدرسہ کیلئے جو عمارت دو سال پہلے خریدی گئی تھی کیا مدرسہ اس عمارت میں چلا گیا؟ اگر نہیں گیا تو ابتک کاہے کو نہیں گیا؟ اُس عمارت میں مدرسہ لیجانے میں آپ لوگ کیوں دیری لگا رہے ہیں؟ کیا رُکاوٹ پیدا ہو رہی ہے؟ یہاں لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ عمارت صدر نے اپنے لئے خریدی ہے۔ کرایہ پر اُٹھا رکھی ہے عیش کر رہے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ ان باتوں کو سن کر بہت افسوس ہوتا ہے۔ کیا مفتی اعظم صاحب سے معلوم کیا جائے۔ آپ اُن کو بھی بدنام کرا رہے ہیں۔ دل میرا آگ لگی ہوئی ہے جلد جواب دیں۔"

۱۸۔ مارچ ۶۷ء: "جن لوگوں سے میں امداد کا طالب رہتا ہوں کس طرح اُن لوگوں کو ساجد میاں کی ریشہ دوانیوں سے مطلع کروں۔ ہمارا کلیجہ جلتا رہتا ہے۔ خوب زور زور سے چیخ کر رونے کو جی چاہتا ہے کیا ہوا کہ ساجد میاں حضرت مفتی اعظم قبلہ کے داماد حقیقی ہیں ہماری کسی کی نظر میں یہاں اُن کی وقعت اب باقی نہیں رہی ہے۔"

۲۹۔ مارچ ۶۷ء: "معلوم ہوا کہ مدرسہ ابتک اُس مکان میں منتقل نہیں ہوا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ کو چند بار تحریر کیا۔ چند اور اصحاب نے آپ سے بذریعہ خطوط معلوم کیا لیکن جواب ندارد۔ ایک دفعہ مجھے اور سید فیاض الحسن صاحب ایڈیٹر کو جواب دیا گیا کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ اس کا افتتاح کریں گے۔ کسی کو جوناگڑھ کسی کو اجمیر مقدس کسی کو لکھدیا جبل پور گئے ہوئے ہیں کسی کو کچھ کسی کو کچھ۔ اب لکھدیا کہ کلکتہ تشریف لے گئے ہیں پھر اسکے بعد جواب ندارد۔ آپ کیوں نہیں لکھتے کہ مدرسہ منتقل ہونے میں کیا دشواری لاحق ہے؟ اگر حضرت مفتی اعظم قبلہ کا ارادہ مدرسہ منتقل کرنے کا نہیں ہے تو جواب دیں تاکہ اُن کی خدمت عالیہ میں لکھا جائے اور صحیح حالات معلوم کئے جاویں۔ آپ یہ خیال رکھیں کہ آپ نے جو رقم ہماری جماعت اور رشتہ داروں سے لی ہے وہ آپ کے نام کو اخبارات اور اشتہارات میں چھپوا دینگے اور ایک ایک پائی وصول کر لی جاویگی۔ جلد سے جلد براہ کرم مکمل جواب دیں بہانہ اور حیلہ سے کام نہ لیں۔"

۲۴۔ مارچ ۶۷ء: "مدرسہ مظہر اسلام کی منتقلی کے بابت حضرت مفتی اعظم قبلہ سے لوگوں کو شکایت بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر حضرت حکم فرما دیں تو مجال ہے ساجد میاں کی کہ نافرمانی کریں۔"

۳۰۔ مارچ ۶۷ء: "آپ نے چندہ جمع کر کے جو عمارت مدرسہ کیلئے خریدی مدرسہ اس عمارت میں قائم ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں قائم ہوا ہے تو کیا وجہ ہے؟ اُس عمارت میں ابتک کیا کام کیا جا رہا ہے؟ یا وہ عمارت خالی پڑی ہوئی ہے؟ مدرسہ قائم کرنے میں کیوں اتنی دیر لگ رہی ہے، یا جو چندہ آپ نے کیا اُس کو ہضم کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ہی جیسے لوگوں کی بدولت آج مسلمان قوم کا یہ حشر ہو رہا ہے۔"

۲۸۔ مارچ ۶۷ء: "پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں کچھ باتیں پوچھی تھیں۔ آج مجبور ہو کر دوبارہ لکھ رہا ہوں "نوری کرن" جولائی ۶۶ء کے صفحہ ۲۲ پر جو کارروائی کمیٹی چھپی تھی دیکھکر بہت خوشی ہوئی تھی کہ مسجد سے بہت جلد مدرسہ کوٹھی میں پہنچ جائیگا۔ لیکن اگست ۶۶ء کے "نوری کرن" کے صفحہ ۲ کی طباعت پڑھکر بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ پڑھکر اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ ہی شاید نہیں چاہتے ہیں۔ اور مدرسہ ایک خواب سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا جس کی اسکیم کبھی شرمندۂ تعبیر ہوتی معلوم نہیں ہوتی۔ وہ بات اب نظر کے سامنے ہے کہ مدرسہ کوٹھی میں نہیں پہنچایا گیا۔ مرکز سنیت کے اس کردار نے غیروں کے منہ کھلوا دئے ہیں لوگ کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ مختلف قسم کے آوازے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم قبلہ کو کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ ذمہ دار ہیں۔ حضرت سے کہکر مدرسہ کو کوٹھی میں پہلی فرصت میں پہنچا دیں تاکہ لوگوں کے منہ بند ہو جائیں اور کام آگے کو بڑھے۔ میں کافی دن ہوئے حضرت قبلہ کو محلہ سوداگران خط لکھ چکا ہوں۔ لیکن جواب نہ ملا۔"

۳۱۔ مارچ ۶۷ء "حضرت سے فرمائیے کہ جو کام آپ کی حیات مبارکہ میں ہو جائے اچھا ہے۔ جبتک مدرسہ نئی عمارت میں منتقل نہیں ہوگا اسوقت تک ترقی کی منزلیں طے کرنا مشکل ہے۔"

جناب مولٰنا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی کی خدمت میں

(صفحہ ۲۲ کا بقیہ)

جنتے کہ ہمارے آپکے اور ان سب علماء کرام کے سردار حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ نے پاس فرمایا۔ کیا کوئی ذات اس ذات مقدسہ سے بالاتر ہو سکتی ہے جسکے پاس کردہ دستور پر جناب نے خامہ فرسائی کی جرأت کی ہے۔ آپ نے کسی اجلاس جتنے کہ عرس شریف اور شادی مذکورہ پر ہوئے ہیں بھی شرکت نہ فرمائی ــــ اسی طرح محترم ساجد علی خان صاحب نے بھی کبھی کسی اجلاس میں شرکت کی زحمت نہ کی۔ حضرت سید العلماء مولٰنا سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی مدظلہ العالی بھی بلانے پر بھی کمیٹی میں نہ آئے۔ تو پھر ذیلی دفعات سے متعلق اُن کی منشاء و مرضی کسطرح معلوم کرلیجاتی آپ نے بھی جواب اپنے خیال کا اظہار کیا ہے تو اُسوقت کونسی چیز آپ کو مانع تھی کہ آپ تشریف لاکر اپنا اظہار خیال فرماتے۔ محترم جناب ساجد علی خان صاحب بھی کبھی اس اسکیم سے متفق نہ تھے اور نہ ہوئے اور نہ ہیں۔ اس لئے کہ وہ خود مختار نظامت بمعنی دیگر ڈکٹیٹری (ایسی ڈکٹیٹری کہ جس میں حساب وکتاب ہمیشہ ندارد) چھوڑ کر کسطرح کمیٹی میں رہکر کام کریں۔ جبکہ وہ لکھکر یکم جون ۶۲ء کو دیچکے ہیں کہ میں کسی کمیٹی کے ساتھ کام کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ خود جبتک کر رہا ہوں کرونگا ورنہ استعفیٰ۔ مولٰنا المحترم اب آپ کہانتک دستور و دیگر امور پر اعتراض و نقائص جوئی میں حق بجانب ہیں مرکز کی آپ کو کسی کو کیا فکر۔ اس سلسلے میں حضرت مفتی اعظم ہند کے تاثرات کیا ہیں" "نوری کرن" جون جولائی ۶۵ء کے ص۵ پر شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے مرکز سے متعلق تعمیر دار العلوم وغیرہ کے سلسلے میں کیا خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے لئے فراہمی زر تو در کنار کبھی کہیں کسی تقریر میں کوئی لفظ اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جبکہ دوسری جانب قیام دار العلوم غریب نواز الہ آباد کی اسکیم بنا کر دھڑا دھڑ تقاریر کے ذریعہ روپیہ فراہم کیا ہے۔

آخر میں میں آپ کے خط محررہ ۳۱۔ دسمبر ۶۶ء بنام محترم ساجد علی خان صاحب میں آپ کی تحریر

"مکتبہ .... صاحب کا مقروض ہے اور میری زندگی آپ کی .... اُن کے لئے روپیہ ہے۔ اور آپ کے لئے یہ خادم ـــ!
ماہنامہ "پاسبان" موصول ہوا یا نہیں؟ اگر نہ ملا ہو تو دوسری کاپی حاضر کردوں۔"

کے شروع کے فقروں پر بہت کچھ کہہ سکتا ہوں لیکن مناسب نہ سمجھ کر صرف آخری دو فقروں کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ یقیناً اسی ماہنامہ پاسبان کے متعلق آپ کا اشارہ ہے جس پر مجھے یہ سب کچھ لکھنا پڑا ہے۔ خدا کرے کہ مجھے آئندہ کھل کر کچھ لکھنا نہ پڑے۔

فتاویٰ

مفتی سید محمد افضل حسین صاحب دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محلہ اعظم نگر میں نزد بازار ایک چکلہ کی گلی تھی۔ جس گلی میں تقریباً سو سال سے حُسن کا بازار لگا ہوا تھا اور برابر اس گلی میں زنا و حرامکاری ہوتی رہتی تھی اور شریفوں کے نوجوان بچوں پر اس کا بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ خلاصہ یہ کہ لوگ برابر بھڑوے بنتے چلے جا رہے تھے اس گندگی کو دُور کرنے کے لئے دو چار شخصوں نے اپنے جان و مال کی بازی لگا کر پولیس کی کمک سے ان پیشہ ور عورتوں کو بڑی کوشش اور جانکاہی سے نکالا۔ اب خدا کے فضل سے پوری سڑک، جو چکلے کے نام سے مشہور تھی اب حرام کاری اور بد ذات عورتوں سے بالکل خالی ہو گئی ہے اور چکلے کی گلی کا نام گلزار روڈ مراد بابا اور گلزار روڈ رکھا گیا۔ اس گلی کی بہت سی جائداد شریف لوگوں نے خرید کر لی اور شریفوں کا اس میں رہن سہن ہو گیا۔ اب اس گلی کے نکڑ پر جس کو جسم کا سر کہنا چاہیئے ایک ببہ نامی طوائف کی جائداد باقی رہ گئی ہے جس سے پورا پورا اندیشہ پایا جاتا ہے اور خطرہ باقی ہے کہ ممکن ہے کسی وقت بھی اس طوائف کی جائداد پھر خطرہ کا باعث بنجائے اور پھر یہ گیا ہوا وبال عود کر آئے۔ اتفاق زمانہ کہ وہ ببہ طوائف اس اپنی جائداد کو فروخت کرنا چاہتی ہے۔ جائداد بڑی ہے ہر کس و ناکس کا کام اس جائداد کو خرید کرنے کا نہیں ہے۔ حسن اتفاق کہ اس جائداد کو خریدنے کے لئے ایک شریف و معزز مسلمان اچھی ہستی کا انسان تیار ہو گیا ہے مگر اس شرط پر کہ جائداد خریدنے میں کوئی شرعی نقص نہ ہو۔ اب گزارش یہ ہے کہ اگر یہ جائداد ان صاحب نے خرید لی تو آیندہ کے لئے یہ جگہ عصمت فروش زناکار بد ذات عورتوں سے پاک ہو جائے گی ورنہ حرام کاری کے اڈے کا دوبارہ مرکز بنجانے کا پورا پورا اندیشہ کسی وقت بھی یہ اپنے مکان میں آکر رہنا شروع کر دیگی اور آہستہ آہستہ یہ گلی پھر زنا کاری کا اڈا بنجائے۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ اس عورت کے آبا و اجداد سے کھیت بھی حصہ میں آئے ہیں اور اپنے حصہ میں کاشت کراتی ہے۔

الجواب:- جبکہ اس عورت کو حلال آمدنی کا ذریعہ بھی تھا اور یہ معلوم نہیں کہ اس نے وہ مکان حرام کی آمدنی سے خرید کیا ہے تو اس مکان کو اس عورت سے خریدنے میں حرج نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وبہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراما بعینہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ جمیلن حسب شجرہ ذیل فوت ہوئی۔ اُس نے مسمی عیوض پدر و علی حسین چچا و مسماۃ اصغری ہمشیرہ چچازاد دختر علی حسین مذکور و اشفاق حسین و جھنگا برادر زادگان پسران فدا حسین متوفی برادر حقیقی جمیلن مذکورہ مورث کو وارث اپنا چھوڑا ترکہ متوفیہ کس قدر سہام پر منقسم ہو کر کتنے کتنے سہام کس کس وارث کو ملینگے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- باپ کے ہوتے ہوئے نہ چچا وارث ہے نہ بھتیجہ۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق سوال و حسب شرائط فرائض مسماۃ جمیلن کا متروکہ صرف اُس کا باپ ہی پائیگا باقی جملہ مذکورین محجوب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (۱) ہمارے یہاں ایک بیوہ عورت ہے اور وہ عورت صاحب مال ہے حج کی استطاعت رکھتی ہے اور وہ عورت سن رسیدہ بوڑھی عورت ہے وہ غیر محرم کے ساتھ حج کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) عورت کا کوئی محرم نہ ہونے کی بنا پر۔ یا محرم ہو اور وہ استطاعت نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں عورت غیر محرم قابل اعتماد شخص کے ساتھ جو اپنی دو عورتوں کے ساتھ حج کو جارہا ہے۔ ایسے شخص کے ہمراہ حج درست ہے یا نہیں؟

(۳) ایسی صورت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا مسائل کے جوابات جلد از جلد تحریر فرمائیں۔

(سید عزیز احمد موضع جانجویل ضلع بھڑوچ گجرات)

الجواب :- عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ کسی کو شوہر یا محرم کے بغیر سفر حج یا کسی سفر کے لئے جانا جائز نہیں۔ اگرچہ ساتھ میں دیگر عورتیں بھی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حنفی کو شافعی مذہب پر عمل جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) کہ زید کے پاس دھان ہے اور ابھی دس روپے کے حساب سے بکتا ہے۔ بکر نے کہا کہ ۱۵ روپے کے حساب سے دھان دیدو سن کے موسم میں پٹ سن بیچکر روپے دیدونگا۔ آیا یہ صورت جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) زید نے بکر سے روپے لئے۔ اور لیتے وقت یہ کہا کہ اس روپے سے تجارت کرونگا جو منافع ہو بانٹ دونگا لہذا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید نے اپنی بیوی کی ہمشیرہ سے زنا کیا۔ اس صورت میں نکاح رہا یا نہیں؟

(۴) کافر سے سود لینا دینا کیسا ہے؟

سب کا جواب خلاصہ تحریر فرمائیں مشکور ہونگا۔

(زینی پدمپور ڈاکخانہ لوباگاڈا باٹ ضلع پونیہ بہار)

الجواب :- ناجائز ہے۔ اسلئے کہ دام ادا کرنے کی مدت مجہول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر منافع کی تقسیم متعین ہے کہ کون کتنا پائیگا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہاں نکاح باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) حربی کافر سے زیادتی سود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک شخص کا طریقہ ہے کہ وہ بے وضو اذان پڑھتا ہے۔ از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص بر بنائے فتویٰ کسی فعل کو ادا کرتا ہے۔ کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسروں سے بھی بزور اس فعل کی ادائیگی کی طلب کرے۔ (محمد منیر الدین متعلم مدرسہ ہذا)

الجواب :- بے وضو اذان مکروہ تنزیہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس سوال کو واضح کرکے لکھا جائے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ کو بکر بھگا کر لے گیا اور وہ چاہتا ہے کہ ہماری شادی ہندہ سے ہو جائے کیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(وارث علی جگن کی گلی محلہ ملوکپور بریلی)

الجواب :- جبکہ ہندہ زید کے نکاح میں ہے تو ہندہ کے ساتھ بکر کا نکاح ہرگز نہ ہوگا۔ ہندہ کے ساتھ بکر کا نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صفحہ ۲۱ کے بعد ہے۔ کی بنیاد پر ہرگز فیصلہ نہ کرتے بلکہ المھند پر اعتماد کرکے لکھ دیتے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نانوتوی۔ گنگوہی بھی پیغمبر اسلام کے نائب کہے جاتے ہیں ان حضرات کو کسی بھی صورت سے کافر و مرتد کہنا گالی اور گستاخی ہے اور کافر کہنے والا فسادی اور فتنہ پرور ہے۔

اب میاں ان الدین خان سلطان پوری کی دریدہ دہنی ملاحظہ ہو۔ اپنے افسانوی مضمون کی سرخی قائم کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"خدائے جل جلالہ وعم نوالہ کی شان پاک میں احمد رضا خان بریلوی علیہ وعلی اتباعہ اللعنۃ کی کھلی کھلی گستاخیاں و بے ادبیاں"۔

اس نادان خان کو اپنے مذہب کے اصول وضوابط کی بھی خبر نہیں الھڑ جانور کی طرح بالکل بے لگام چل رہا ہے اگر سچا ہے تو اپنے مذہب کے کسی معمر فقہی تجربہ رکھنے والے مفتی سے لکھ کر شائع کرا دے کہ "احمد رضا بریلوی علیہ اللعنۃ کہنا درست ہے"۔ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

میں ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہوں کہ سلطانپوری خان کی یہ سرخی غلط۔ جھوٹ اور باطل ہونیکے ساتھ اکابر علماء وہابیہ کی دیانت و مذہب پر ضرب کاری بھی ہے کھلی کھلی گستاخیاں و بے ادبیاں تو درکنار؛ اگر شاہ احمد رضا سے بارگاہ رب العزۃ کی جلالت وعظمت کے خلاف ڈھکی ڈھکی ہی گستاخیاں و بے ادبیاں معاذ اللہ تعالیٰ صادر ہوئی ہوتیں تو اس نادان خان کی پیدائش سے بہت پہلے اکابر علمائے وہابیہ اعلیٰ حضرت کے خلاف کفر کا فتویٰ شائع کرا چکے ہوتے۔ اور آج یہ نادان مولوی یوں سرخی قائم کرتا کہ "اکابرین علماء حق کا فتویٰ ہے کہ احمد رضا بارگاہ الوہیت کا گستاخ ہے اور اس کا کوئی فتویٰ قابل اعتماد نہیں"۔ گویا مولوی نادان خان کی موجودہ سرخی کے مطابق اکابر علماء وہابیہ شیطان اخرس تھے کہ وہ احمد رضا بریلوی کی خدائے پاک کی شان مقدس میں ایسی کھلی کھلی گستاخیاں و بے ادبیاں ملاحظہ فرما کر گونگے بہرے بنے رہے۔

ایک شخص نے (وہابیوں کے مولانا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی سے) پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ (مولوی اشرف علی تھانوی نے) فرمایا ہاں نماز ہو جائیگی۔ ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔" (قصص الاکابر ملفوظات اشرف علی تھانوی ص۹۹ و مجالس الحکمۃ مجلس پنجاہ و دوم ص۱۵ بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ و برق خداوندی ص۱۰۳)

ایک سلسلۂ گفتگو میں (مولوی اشرف علی تھانوی نے) فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں میں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے۔ میں نے کہا وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے۔ تو ان کو آمادہ کرو۔"

(الافاضات الیومیہ جلد پنجم ملفوظ ۳ ص۲۲۲)

مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی لکھتے کہ "حضرت اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔" (اسوۂ اکابر ص۱۵ چٹان لاہور ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ)

مولوی نادان خان کے خود اساتذہ فیصلہ کریں کہ ایک طرف تو دنیائے وہابیت کے مشہور و معروف پیشوا کی ذات ہے جو دیوبندیوں کے نزدیک مفسر قرآن فقیہ دوران اور حکیم الامت ہے جسکی کثیر تصنیفات ہیں۔ اس کا تو صاف اعلان ہے کہ اگر مجھے مولوی احمد رضا کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں انکی اقتدا میں نماز ادا کرتا۔ مولوی احمد رضا کے ماننے والوں کے پیچھے نماز ادا کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ہم (اشرف علی تھانوی وغیرہ) جہاں موقع آتا ہے انکی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگرچہ مولوی احمد رضا اور انکے ماننے والے ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن ہم انکو کافر نہیں کہتے۔ اور دوسری طرف ایک وہ شخص ہے جو مجہول الاحوال دین کے اصول وفروع سے ناواقف۔ ضوابط شرع سے

بے لگام، نوآموز قلم گیر، ناتجربہ کار مولوی سلطانپوری خان ہے۔ وہ منہ پھٹ ہو کر کہتا ہے کہ احمد رضا بریلوی نے خدائے تعالیٰ کی شان پاک میں کھلی کھلی گستاخیاں و بے ادبیاں کی ہیں۔ گویا اس نادان کے نزدیک اکابر علمائے وہابیہ ایک ایسے شخص کی امامت نماز پر راضی تھے جو بارگاہ رب العزۃ کا کھلا گستاخ و بے ادب تھا۔ اب حضرات اساتذہ صاف کھل کر فرمائیں کہ آپ لوگ اپنے حکیم الامت کے سامنے اس بے لگام خان سلطانپوری کو خامکار نادان سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ یا اس دریدہ دہن کے مقابلہ میں اپنے حکیم الامت کو دین و دیانت سے بالکل عاری مانیں گے۔

سلطانپوری خان نے سرخی قائم کرنے کے بعد پونے چار سطر افسانوی انداز میں بارگاہ الوہیت کے متعلق اپنی اختراعی وفاداری کا رول ادا کیا۔ پھر اعلیٰ حضرت کے خلاف دن دہاڑے بہتان طرازی کی۔ زندہ زندہ مکھیاں نگلتے ہوئے لکھا کہ "مولوی احمد رضا خان کے نزدیک مندرجہ ذیل عقیدے اسلامی عقیدے ہیں۔ ان عقیدوں کا رکھنے والا کافر نہیں مسلمان ہے۔ اسے کافر کہنے والا بے احتیاط سلامتی سے دور ہلاکت میں پڑنے والا ہے وہ عقائد ملعونہ یہ ہیں۔ (۱) خدا وہ ہے جسے مکان جہت ماہیت سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ہے اور صریح کفروں کے ساتھ شمار کرنے کے قابل ہے (۲) خدا کی بات کا اعتبار نہیں (۳) خدا کی کتاب قابل استناد نہیں (۴) اس کا دین لائق اعتماد نہیں (۵) خدا وہ ہے جس کا بہکنا، غافل ہونا، ظالم ہونا حتیٰ کہ مرجانا کوئی شان کے خلاف نہیں (۶) خدا کھانے کا منہ بھرنے کا پیٹ رکھتا ہے اور بالفعل موجود ہے (۷) سبوح و قدوس نہیں (۸) خدا وہ ہے جو اپنے کو جلا سکتا ہے اپنے کو ڈبو سکتا ہے (۹) خدا وہ ہے جو زہر کھا کر گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی کر سکتا ہے (۱۰) خدا وہ ہے جو بندوں سے چرا چھپا کر پیٹ بھر جھوٹ بول سکتا ہے (۱۱) کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پیشاب کرنا، جورو بیٹا رکھنا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لینا یہ سب اسے روا ہے۔ یہ وہ عقائد ملعونہ خبیثہ ہیں جنکو خان صاحب بریلوی نے اپنے فتاویٰ ص۳۵، ص۳۶ اور الکوکبۃ الشہابیہ ص۲۲ ص۲۳ پر علامہ شہید اسماعیل دہلوی کی طرف منسوب کیا ہے۔

بایں ہمہ فرماتے ہیں۔ اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع کیا ہے (تمہید ایمان ص۵۲) علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے یہی مذہب مفتیٰ بہ ہے اور اسی پر سلامتی و استقامت ہے۔ (تمہید ایمان ص۵۲) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔"

مولوی نادان خان نے یونس بھیروی اور مصنف مقامع الحدید وغیرہ کی نقالی کرتے ہوئے فتاویٰ اور الکوکبۃ الشہابیہ کا نام تو ذکر کر دیا۔ مگر میں ناظرین کو پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ آنجناب نے خواب میں بھی فتاویٰ رضویہ اور الکوکبۃ الشہابیہ نہیں دیکھا ہے۔ اور یونہی رسالہ مبارکہ تمہید ایمان بھی انکی نظر سے نہیں گذرا ہے صرف مبتذل نقالوں سے یہ چند عبارتیں ادھار لیکر یہاں لکھدی ہیں فتاویٰ رضویہ جلد اول کے رسالہ باب العقائد والکلام ص۲۱ و ص۲۲ میں اعلیٰ حضرت نے فرقہ وہابی کے ان خیالات باطلہ کو نقل فرمایا ہے جو بارگاہ احدیت کی جلالت و عزت کے منافی ہیں اور جنکی تعداد آپ نے ترسٹھ تک شمار کی ہے۔ فتاویٰ میں ان خیالات ملعونہ مذکورہ کی نسبت آپ نے فرقہ وہابی کی طرف کی ہے۔ اسمٰعیل دہلوی کی طرف ہرگز نہیں کی ہے چنانچہ انتساب کی ابتدا آپ نے یوں فرمائی ہے۔ وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے۔

(باقی دارد)

تاثرات

جناب جاوید انور بریلوی

اس عالم رنگ و بو میں جہاں خوشنما بیل بوٹے اور درخت قدرت نے اگائے ہیں، وہاں کچھ خاردار درخت اور پودے بھی اسی قدرت کے حسین شاہکار ہیں۔ یہی کچھ مثال ملک کے سیاسی میدان کی ہے کہ حکمرانوں کی تنگ نظری اور اقلیتی فرقہ کی تحفظ اور امن وامان کا جب بھی کبھی شیرازہ بکھرا تو اہل فکر و نظر نے اکثر و بیشتر علماء کرام پر الزام تراشیاں کیں جو کسی حد تک قابل قبول بھی تھیں۔ وہ یہ کہ علماء کرام اور سجادہ نشین حضرات اپنے اپنے حجروں اور خانقاہوں میں پڑے رہتے ہیں ملت اسلامیہ کا دھارا کس طرف کو بہہ رہا ہے، یا ظلم و ستم فرقہ واریت کا نشانہ کس کے سینہ میں پیوست ہو رہا ہے نیز یہ کہ پارلیمنٹ میں قانون شریعت (مسلم پرسنل لا) کی تبدیلی کی بھی باتیں ہونے لگیں۔

ان تمام باتوں کے برداشت کرنے کے بعد ہونے والے الیکشن میں بریلی سے جب خاندان اعلیٰ حضرت کے ایک فرد مولانا ریحان رضا خان صاحب نے پارلیمنٹری سیٹ کے لئے میدان سیاست میں قدم رکھا تو نہ صرف کانگریس پارٹی کا ایوان لرز اُٹھا بلکہ کچھ ہمارے بھائی اور کرمفرما حضرات چراغ پا ہو گئے جیسے کہ خود ان کی اولاد کو کوئی ان سے چھین رہا ہو۔ کہنے لگے کہ ان مولوی حضرات کو الیکشن میں حصہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب علماء کرام سیاست سے الگ رہیں تو طعنہ زنی کا شکار بنتے رہیں۔ اور سیاست میں قدم رکھیں تو مخالفت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

غرض کہ طرح طرح کے روپ میں یہ ابن ابی اور ابن سبا میر جعفر کے غلام میدان مخالفت میں اُتر آئے۔ اور نامزدگی کے وقت سے پولنگ تک کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہر طرح سے مخالفت کرتے رہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کے کلکتہ کانفرنس میں تشریف لیجانے کے بعد مخالفت جو لپس پردہ ہو رہی تھی کھل کر ہونے لگی۔ الیکشن کے سلسلہ میں جب کچھ لوگوں نے حضرت مفتی اعظم ہند سے رجوع کیا تو حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ جس کو بھی اپنا نمائندہ منتخب کرلیں گے میری دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ اس پر مولانا ریحان رضا خان صاحب کا نام حضرت کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

کانگریس چونکہ پچھلے الیکشن میں اپنی پوزیشن دیکھ چکی تھی اس لئے اسے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ اس خطرہ کو دور کرنے کیلئے اس نے نام نہاد مسلمانوں کو خرید کر ان کے ذریعے پروپگنڈہ کرانا شروع کر دیا۔ مگر باوجود اتنی سخت مخالفت کے ستر ہزار ووٹ مولانا ریحان رضا خان صاحب نے حاصل کئے ـــ کامیابی اور ناکامیابی تو خدا کے ہاتھ تھی۔ مگر بریلی کے مسلمانوں نے یہ دکھا دیا کہ ہم جس طرف سے بھی اپنی نظر کرم ہٹالیں اسکا لڑکھڑا کر گرجانا یقینی بات ہے۔ جبکہ رحمانی میاں کے پاس نہ سرمایہ تھا نہ کارپیں اور نہ ہی ورکر تھے بلکہ ہر ووٹر خود ورکر تھا۔

الیکشن نام ہے سیاسی داؤ پیچ کا جس میں ہار جیت ہونا یقینی بات ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس الیکشن میں مولانا ریحان رضا خان صاحب نے حصہ لیکر کونسا جرم کیا تھا جس کی پاداش میں انکی مخالفت کی گئی۔ یہانتک کہ "مسلمانان بریلی کا فیصلہ" کے عنوان سے ایک پمفلٹ نکونی مہر کا جس میں ساجد علی خانصاحب مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام بریلی تحریر تھا۔ اس پر مفتی اعظم ہند کے پیڈ کا حوالہ بھی تھا جو کہ کانگریس نے شائع

کر کے راتوں رات دیہات میں تقسیم کر دیا جس سے رحمانی میاں کے مخالفوں کو مزید تقویت پہنچ گئی۔ اور عوام کو بہکانے کا ایک ایسا خزانہ تھا جو عرصہ تک ختم نہیں ہو سکتا۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس پمفلٹ کی تردید بھی نہیں کی گئی جس سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ سکتی ہے کہ رحمانی میاں کی مخالفت میں اس مرکزی ادارہ مظہر اسلام کا ایک ذمہ دار شخص بھی ہے۔ کیا حضرت مفتی اعظم ہند کا پیڈ اسی لئے ہے کہ اسے الیکشن میں استعمال کر کے مسلمانوں میں تخریب پیدا کی جائے؟ اگر نہیں تو اس اشتہار کی تردید کیوں نہیں کی گئی۔

اگر خاندان اعلیٰحضرت کے کسی فرد کو الیکشن میں حصہ نہیں لینا چاہئے تھا تو حضرت مفتی اعظم ہند کے بھائی مولانا حسنین رضا خان صاحب جنگی کے الیکشن میں کیوں کھڑے ہوئے تھے؟ کیا وہ اس خاندان کے فرد نہیں تھے؟ یا اب نہیں ہیں؟

اگر یہ کہا جائے کہ مولوی حضرات کو الیکشن میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ تو مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی اور حضرت مولانا برہان الحق صاحب جبلپوری خلیفہ اعلیٰحضرت سابق ممبران پارلیمنٹ جیسے مفکر و مدبر حضرات کیوں الیکشن میں کھڑے ہو کر کامیاب ہوئے تھے، یہ لوگ جب ہی میدان سیاست میں آئے جبکہ حکومت وقت مسلمانوں کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہی۔

مولانا ریحان رضا خان صاحب کی ناکامیابی سے قوم کو جو نقصان عظیم اٹھانا پڑا اسکے غم میں کئی سال تک آنکھیں نمناک رہیں گی۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اس نازک موقع پر جبکہ مولانا ریحان رضا خان صاحب کھڑے ہو گئے تھے تو ہر امکانی طریقہ سے انکی مدد کر کے کامیاب بنایا جاتا۔ اسلئے کہ وہ خاندان اعلیٰحضرت کے چشم و چراغ تھے۔ کوئی سیاسی لیڈر یا قوم فروش نہ تھے جو کاغذ کے چند ٹکڑوں کیلئے اپنا وقار بیچ ڈالتے۔

آج بریلی کے عوام کے ذہن میں ایک سوال ہے کہ مولانا ریحان رضا خان صاحب رحمانی میاں کے الیکشن کے سلسلہ میں تکونی مہر کے ذریعے مخالفت کا دروازہ کیوں کھولا گیا؟ کانگریس کی جیبوں میں بیٹھ کر کیا انسی دین کی دولت تلاش کیجا رہی تھی؟ ملت اسلامیہ کی اس کھلی بغاوت کو دیکھتے ہوئے بریلی کے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ بریلی میں کوئی تعمیری یا اصلاحی پروگرام کیوں پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔

قوم اب بیدار ہو چکی ہے۔ اس کے سامنے مذہب بھی ہے اور سیاست بھی۔ اگر سیاست میں حصہ لینا شریعت کے خلاف ہے تو حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کو اعلان کر دینا چاہئے۔ تاکہ آئندہ کے لئے بات صاف ہو جائے اور مسلمان اس دو رخی پالیسی کا شکار نہ ہو سکیں۔

رباعی

آئینۂ اسرار نہانی ہیں رسول
تشریح و مثال و ترجمانی ہیں رسول
ہر شعبۂ زندگی میں تا حدّ کمال
قرآن عبارت ہے معانی ہیں رسول

(فیروز نظامی لکھنوی)

رباعی

خالق کا جمال، خلق کا پیارا چمکا
چمکا وہ غریبوں کا سہارا چمکا
ڈالے ہوئے اک میم کی نازک سی نقاب
کونین کی قسمت کا ستارا چمکا

(فیروز نظامی لکھنوی)

مئی ۶۶ء
بریلی شریف ۱۰

گوشوارہ آمد رقوم در دفتر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ

بابت تعمیر رضوی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف من ابتدائے اپریل سنہ ۶۶ء لغایۃ مارچ سنہ ۶۷ء

برادران اسلام! اسلام مسنون، تعمیر دار العلوم سے متعلق، مارچ سنہ ۶۳ء سے آمد رقوم کا سلسلہ شروع ہوا جب سے مارچ سنہ ۶۶ء تک کے گوشوارے شائع ہو چکے، ہر مرتبہ انمیں کسی بھی غلطی کے رہجانے کے متعلق استدعا کی گئی تھی کہ فقیر کو اطلاع دیجائے اب اس گوشوارہ سے متعلق نیز پچھلے گوشواروں سے متعلق بھی استدعا ہے کہ اگر کوئی نام یا رقم لکھنے سے رہ گئی ہو تو فقیر کو ضرور باز پرس کریں، مطلع فرمائیں، گوشواروں کی اشاعت کے باوجود قسم قسم کی آوازیں غلط اور بے بنیاد اڑائی رہی ہیں کوئی کہتا ہے ہزار سے زائد کوئی ایک لاکھ کوئی کہ کوئی ڈیڑھ لاکھ کی آمد کی بعد از اصلیت حاصل کر کے بتاتا ہے جبکہ امدادی رقم کا میزان ۷۵ – ۲۳۰۷۶ روپئے ہے جس میں سے ایک ہزار سے زائد کی رقم موصلین پر جاتی ہے جو وصول کر کے ڈکار بیٹھے ہیں دینے کا نام نہیں لیتے۔ گزارش ہے کہ گوشوارہ آمد رقوم کے ملاحظہ کے بعد مضمون بعنوان "اس کو ضرور ضرور ملاحظہ فرمائیں"۔ جو انہی صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے اسکو ضرور ضرور پڑھیں
فقیر سید محمد حمایت رسول قادری رضوی حامدی مصطفوی صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ نزد جامع مسجد بریلی

اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ	اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ	اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ
اندرون درحرم قربانی بذریعہ جناب			بریلی شریف			جناب حبیب محمد صاحب حافظ صاحب مرحوم	۰	۱
احسان اللہ صاحب قریشی، ایک خوردک	۱۲	۱۳	لیدر ٹریڈرس گودک ۱۵	۴	۱۰	پیراکنگ ضلع دیوریا		
جناب سیٹھ محمد یعقوب صاحب	۱۲	۱۳	جناب امیرجان صاحب	۰	۱۰	بذریعہ متعلم مولوی امام الدین صاحب		
,, عبداللطیف صاحب	۱۲	۱۳	,, عبدالرسول خاں صاحب بہودہ	۰	۲۵	جناب محمد ہاشم صاحب	۷۵	۳
,, زین العابدین صاحب رضوی	۱۲	۱۳	,, حاجی محمد حسین صاحب ۲ انگل آئرن	۲۰ بیر پہنچا		,, نور محمد صاحب	۷۵	۳
,, اسمٰعیل بھائی رضوی	۱۲	۱۳	بمبئی۔ جناب سجاد صاحب			,, اسرائیل صاحب	۰	۳
,, عبداللہ خاں صاحب نیکل والے	۱۲	۱۳	معرفت حکیم زبید احمد صاحب	۰	۱	,, عبدالحفیظ صاحب	۵۰	۲
,, مستری شکورالدین صاحب	۱۲	۱۳	بلرام۔ ضلع ایٹہ۔ جناب ایوب			جنابہ والدہ صاحبہ نذیر بنل صاحب	۵۰	۰
,, محمد شفیع صاحب	۶۶	۸	علی خاں صاحب مارکیٹنگ انسپکٹر	۰	۲۰	جناب شمس الدین صاحب	۰	۱
بغیر تفصیل کے	۵۰	۵۰	بہوجپور ضلع مرادآباد			,, محمد طیب صاحب	۰	۱۱
امیرپیٹا ضلع حیدرآباد			جناب حاجی چھوٹے میاں مرحوم	۰	۵	جنابہ والدہ صاحبہ امام الدین صاحب	۰	۱
جناب ڈاکٹر ایم بشیر احمد خاں صاحب	۰	۲۰	بینواڑی۔ ضلع ہمیرپور			جناب محمد مستقیم صاحب	۰	۱۵
تبھنا ضلع چمپارن بہار			جناب حافظ امان اللہ خاں صاحب			,, حاجی محمد ابراہیم صاحب	۰	۱۰
جناب نجیب اللہ خاں صاحب قادری	۰	۱۸	دو دفعہ میں	۰	۶۱	———		

اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ
دریاپور ضلع چمپارن بہار		
جناب بشیر احمد خانصاحب	۰	۵
راناواؤ		
جناب حاجی ابوبکر موسیٰ موچھاڑ	۰	۱۲۵
رائے پور		
جناب قسیم اللہ صاحب ڈانماورکس	۰	۲۰
رڑکی ضلع سہارنپور		
جناب محمد یامین صاحب ٹیلرماسٹر	۰	۴
,, محمد یوسف صاحب	۰	۲
,, عبدالغفور صاحب کشتہ والے	۰	۱
,, مستری محمد الیاس صاحب	۰	۲
,, محمد یامین خانصاحب	۰	۲
,, مقصود حسن صاحب دکاندار	۰	۲
,, محمد یونس صاحب لوہار	۰	۲
,, سید حسن صاحب موٹر ڈرائیور	۰	۲
,, مستری رفیق احمد صاحب	۰	۱
,, ماسٹر محمد حنیف صاحب	۰	۱
,, عبدالحفیظ مستری محمد یعقوب صاحب	۰	۱
,, حافظ شریف احمد صاحب	۰	۱
,, ٹھیکیدار عبداللطیف صاحب	۰	۱
,, صوفی مقصود احمد صاحب نظامی	۰	۲
,, محمد نعیم خانصاحب	۰	۲
,, بشیر احمد خانصاحب	۰	۱
,, مستری غلام احمد صاحب لوہار	۰	۲
,, مستری غلام رسول صاحب لوہار	۰	۲
,, مستری رشید احمد صاحب لوہار	۰	۱
,, صوفی بدرالدین صاحب	۰	۲
بذریعہ جناب مولانا منظور احمد صاحب مدرسہ ہم جلال آباد	۰	۱۰

اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ
فرید پور ضلع پیلی بھیت		
جناب حاجی علاؤالدین صاحب	۵۵	۲۴
کانٹ پور ضلع بجنور		
جناب حکیم صوفی عبدالسلام صاحب	۰	۱۰
کھمارا ضلع سیتاپور		
جناب خدابخش محمد بخش صاحب رضوی	۰	۷
مرادآباد جنابہ بی بی بسم اللہ فاطمہ ملاحبہ معرفت مولوی ایوب علی صاحب منجانب	۰	۵
نیوریا ضلع پیلی بھیت		
جناب حاجی شفیق احمد صاحب	۰	۱۰
بذریعہ اہلیہ جناب حاجی قدرت اللہ صاحب اعظم نگر بریلی بابت الحاج افضل حسین صاحب بریلی	۰	۲۰۰
فراہم کردہ جناب وحید احمد صاحب صدیقی یونین بینک کلکتہ	۰	۷
فراہم کردہ جناب مولوی عبدالستار صاحب		
جناب حبیب الرحمن صاحب رام نگر	۰	۱
,, اختر حسین صاحب ,,	۰	[illegible]
,, اجلال حسن صاحب ,,	۵۰	۲
,, مشتاق حسین صاحب ,,	۰	۱
,, عبدالمجید صاحب ,,	۰	۵
,, عبداللطیف صاحب ,,	۰	۳
,, محمد صابر صاحب ,,	۰	۱
,, حمید اللہ صاحب ,,	۰	۲
,, محمد ہاشم صاحب ,,	۰	۱
جنابہ زرینہ بیگم صاحبہ ,,	۲۵	۱
,, حفیظاً و مجیداً صاحبہ ,,	۰	۷
جناب محمد یاسین صاحب ,,	۰	۵
,, عنایت حسین صاحب ,,	۰	۱

اسمائے گرامی	پیسے	روپیہ
جناب محمد صدیق صاحب رام نگر	۰	۱
,, زاہد حسین صاحب ,,	۰	۱
,, محمد رفیع صاحب ,,	۰	۱
,, حاجی طفیل احمد صاحب کاشی پور	۰	۲
,, منشی عبدالمجید صاحب افضل گڑھ	۰	۵
,, محمد ابراہیم صاحب ,,	۰	۱
,, مولا بخش صاحب ,,	۵۰	۰
,, ضمیر احمد صاحب ,,	۰	۲
,, تصور حسین صاحب ,,	۰	۱
,, علی حسین صاحب ,,	۰	۱
,, محمد قاسم صاحب ,,	۰	۱
,, محمد علی صاحب کچھا	۰	۵
,, مصلیان جامع مسجد	۳۱	۱۵
,, حافظ عبدالرحیم صاحب افضل گڑھ	۰	۲
فراہم کردہ جناب عبدالشکور صاحب بلاری ضلع مرادآباد	۰	۲۰
بذریعہ جناب حافظ محمد یوسف شاہ خاں صاحب		
جناب شمشیر خاں صاحب	۰	۳
,, قمرالدین صاحب	۰	۱۶
,, تاج الدین صاحب	۰	۱۶
,, سلطان احمد خاں صاحب دو دفعہ میں	۰	۲۰
,, سرور خانصاحب	۰	۱
,, مقبول احمد صاحب ۸ دفعہ میں	۰	۳۰
,, رفیق احمد صاحب	۰	۵
,, اشتیاق احمد صاحب سنبھلی ۵ دفعہ میں	۰	۸
,, اشتیاق احمد صاحب بریلوی ۳ دفعہ میں	۸۵	۱۱
,, زبیری صاحب	۵۰	۲۰
,, دین محمد صاحب	۲۵	۵
,, ولی محمد صاحب	۰	۱۴

جناب محمد امجد خانصاحب ۵ دفعہ میں	۰	۲۵	جناب نبیہ احمد صاحب ۳ دفعہ میں	۰	۴	جناب حاجی فیق محمد صاحب	۰	۵۲
جنابہ ناہید کوثر صاحبہ ۲ دفعہ میں	۵۰	۲	" محمد نقیب احمد صاحب ۳ "	۰	۴	" رفیع اللہ صاحب عرف جینے صاحب	۰	۵
" کنیز فاطمہ صاحبہ ۳ "	۰	۱۰	" ولایت خانصاحب ۳ "	۰	۴	" محمد اسحاق صاحب	۰	۱
" مقبول فاطمہ صاحبہ سنبھلی	۲۱	۱	" محمد یعقوب خانصاحب میر گنجی ۳ "	۸۵	۶	" سید رضا علی صاحب (مرحوم)	۰	۱۰
برائے مرحومہ بسم اللہ صاحبہ زوجہ عبدالغفور صاحب	۰	۲۰	" محمد حبیب الرحمٰن صاحب ۴ "	۸۵	۷	" فضل الرحمٰن صاحب	۰	۱
جناب خورشید صاحب	۰	۱	" مولانا غلام رسول صاحب کشمیری دہلی ۲ "	۸۵	۱۱	" حکیم سید الطاف حسین صاحب	۰	۱
" شیخ خورشید احمد صاحب دو دفعہ میں	۰	۴	" منظور حسین صاحب ۲ "	۰	۳	" محمد جان صاحب سپاہی	۰	۱
" حافظ محمد یوسف شاہ خانصاحب ۹ دفعہ میں	۳	۱۹	" مرزا رشید بیگ صاحب	۰	۱	" حافظ عبدالعظیم صاحب	۰	۵
" الحاج شیخ رفعت حسین صاحب ۷ "	۶۰	۱۰	" غلام قادر صاحب خانصاحب	۰	۱۰	" شرف الدین صاحب	۰	۱
" سید رضوان صاحب ۲ "	۰	۱۵	" پیر محمد صاحب	۰	۵	" محمد احمد حسین صاحب	۵	۱
" محمد یعقوب خانصاحب عبدالسلام خانصاحب ۲ "	۷۵	۶	" محمد حسن ابن محمد اسمٰعیل صاحب	۰	۱۰	" محمد سرمد خانصاحب	۵	۱
" مولانا فضل احمد رضا صاحب ۷ "	۳۵	۱۳	" محمد ذکی صاحب	۰	۵	" محمد ارجمند خانصاحب	۵	۱
" ڈاکٹر رشید احمد خانصاحب شیروانی ۳ دفعہ میں	۷۵	۵	" علی احمد صاحب	۰	۱	" علی اقدس صاحب حامدی	۸۵	۱
" الحاج شیخ محمد عمر صاحب ۲ "	۸۵	۱۱	" محمد خلیل الرحمٰن صاحب	۰	۲	" مبارک حسین صاحب	۸۵	۱

میزان آمد دوانیگل آئرن ۲۰ سیر ۷ چھٹانک اور روپیہ ۸۴ — ۱۴۴۲

اس کو ضرور ضرور ملاحظہ فرمائیں

مجوزہ رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن بریلی شریف اور عزیزم جناب مولانا ساجد علی خاں صاحب!

ریلیف کمیٹی نے ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو تجویز کیا کہ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ مرحومہ بریلی شریف کے لیے اسکی اپنی عمارت ہونا ضروری ہے، آواز اٹھائی گئی۔ اس تحریک کو حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت الحاج برہان الملت صاحب قبلہ نے پسند فرماکر اپنی تصدیقات عطا کر دیں بعدہٗ اجمیر مقدس میں ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو موجود علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے بھی علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی تصدیقات عطا کیں جو ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کر دیگئی تھیں۔ اسکے بعد کام ہوتا رہا وقتاً فوقتاً حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ نے اس اسکیم کی حمایت میں اپنی اور بھی تحریریں عطا فرمائیں قصہ مختصر ایک کوٹھی نزد سٹی اسٹیشن اور اس سے ملحقہ ایک مکان کا ۲۱ نومبر ۱۹۶۳ء کو سودا ہوکر بیعانہ دیدیا گیا، خریداری کی تکمیل جنوری ۱۹۶۵ء میں ہوگئی لیکن مدرسہ جس کو دنیا نے چاہا اور چاہتی ہے ہر امکانی تدبیر کے باوجود مسجد سے ابتک کوٹھی میں نہیں جا سکا بریکول؟ اسلئے کہ ساجد علی خانصاحب نہیں چاہتے۔ مسجد سے منتقلی مدرسہ کے سلسلہ میں مدرسہ مظہر اسلام کا نام رضوی دار العلوم منظر اسلام باجازت حضور مفتی اعظم ہند قبلہ رکھا گیا۔ اسکے لیے دستور بنا، دستور میں انتظامیہ کمیٹی بنی، یہ بھی حضرت قبلہ کی مرضی مبارک سے ہوا۔ رضوی دار العلوم منظر اسلام اور المرکز کا دستور گورنمنٹ یوپی سے ۶۰۹ کے تحت ۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء کو رجسٹرڈ ہوا، کوٹھی کے متعلق حلف نامہ داخل کیا گیا کہ اس میں رضوی دار العلوم منظر اسلام ہی قائم ہوگا کرایہ داری سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن کوٹھی آج دو سال زائد سے طلبا اور مدرسین کا

انتظار کر رہی ہے۔ حیف صد حیف، ـــــ کچھ بڑی بات تھی کہ کوٹھی میں جسکی باریابی کے لیے قوم نے دامے درمے سخنے معاونت کی مدرسہ مسجد سے پہنچا دیا جاتا۔ لیکن ایسا کیونکر ہوتا جبکہ ساجد علی خانصاحب اس اسکیم کے شروع ہی سے موافق نہ تھے وہ اول ہی سے فرماتے رہے کہ ایک مدرسہ منظر اسلام سوداگران ہے، دوسرا ہمارا مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ ہے اور اب تیسرا ریلیف کمیٹی کا رضوی دار العلوم مظہر اسلام نزد سٹی اسٹیشن ہوگا۔ ہمارے مظہر اسلام سے اس رضوی دار العلوم مظہر اسلام کا کیا تعلق اور کیا نسبت، نام جدا مقام جدا، دو کی بجائے تین مدرسے ہو جائیں گے، تیسرے کا انتظام ریلیف کمیٹی جانے اسکے مجوزہ دستور کے مطابق اسکی مجوزہ کمیٹی کرے۔ ہمارا مدرسہ مسجد بی بی جی سے نہ ہٹے گا مسجد ہی میں قائم رہیگا، مسجد ہی میں قائم رہے گا، میں مظہر اسلام کو مسجد ہی میں قائم رکھوں گا مجھے رضوی دار العلوم سے کوئی تعلق نہیں اسکی کمیٹی میں اپنی کسی طرح کی شمولیت منظور نہیں " میں کسی کمیٹی کے تحت کام کرنے کو تیار نہیں خود جب تک کر رہا ہوں کروں گا ورنہ استعفاء" انکی یہ تحریر مورخہ یکم جون ۶۲ء موجود ہے

نیپالی دورے پر حضور مفتی اعظم ہند کے ہمراہ دو سال قبل جاتے وقت بھی مجھ سے فرمایا کہ میں جو لکھ کر دے چکا ہوں کہ میں کسی کمیٹی تحت کام کرنے کو تیار نہیں ہوں وہ فائنل اور اٹل ہے۔ جناب ساجد علی خانصاحب نے روز اول تا امروز مخالفت ہی کی ہے ثبوت کیلئے مواد موجود ہے۔ مخالفت کی وجہ کھلی ہوئی ہے ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ڈکٹیٹرانہ شان سے مدرسہ کا اہتمام ہاتھ سے نکل جائیگا کہ جہاں نہ پھیر حساب ہے نہ کتاب ـــ کوٹھی سے ملحق تین ہزار گز سے زائد افتادہ زمین جس کے بھروسے کوٹھی خریدی گئی تھی جناب ساجد علی خانصاحب کی یکسر مخالفت کے باعث انکی بے التفاتی کی وجہ سے نکل گئی جس پر آج شاندار عمارتیں کھڑی نظر آتی ہیں یہ ہاتھ آجاتی تو کتنی وسعت ہو جاتی۔ میں بھی موجود نہ تھا اور سب سے زیادہ بدنصیبی کہ حضرت قبلہ بھی موجود نہ تھے ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب نے جناب ساجد علی خانصاحب سے صرف ۵۰۰ روپے بیعانہ دینے کی استدعا کی، کورا انکار کر دیا گیا ـــ مزید یہ کہ ایک مکان پختہ دو منزلہ جس کو سید رضا علی صاحب نے اکتوبر ۵۶ء میں مظہر اسلام کے نام کیا سید صاحب موصوف کے بار بار کہنے کے باوجود ساجد علی خانصاحب نے مکان کی طرف کوئی توجہ نہ دی) اور نتیجتہً یہ مکان ۱۹۶۴ء تک بالکل منہدم ہو گیا جس کا ملبہ وغیرہ بھی نہ ملا افسوس صد افسوس ساتھ ہی مسرت یہ کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے دوسرے داماد جناب عزیزم خلیل الرحمٰن خانصاحب نے اس طرف توجہ فرما کر ریلیف کمیٹی کے ذمہ اسکی تعمیر اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے پاس سے اُس وقت روپیہ لگا کر از سر نو پانچ مکانات کی صورت میں تعمیر کرادی

میرے پاس اس متعلق کہ مدرسہ مسجد سے کوٹھی میں کیوں نہیں گیا ہے قسم قسم کے سوالات کے خطوط آچکے تھے اسی دوران حضرت الحاج مولانا غلام محمد خانصاحب کا مکتوب گرامی حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کی خدمت میں پیش کر دینے کو آیا جسکو یکم شوال المکرم ۸۶ھ کو حضرت قبلہ کی بارگاہ مقدس میں پیش کرتے ہوئے میں نے اپنا عریضہ بھی پیش کر دیا تھا اسکے بعد خطوط اور بھی آئے مجھ سے جو باز پرس رہی اور ہے اُن خطوط کے اقتباسات جنکو ماہنامہ نوری کرن اور ماہنامہ اعلیحضرت میں طباعت کیلئے دے چکا ہوں ملاحظہ فرمائیں ـــ

ادھر فتنہ گردوں کی بھی سنیئے! انھوں نے یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے کہ جبکہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ اس اسکیم کی موافقت و حمایت میں اپنی تحریریں عطا کر چکے ہیں تو قوم کو اسکیم کی طرف سے ورغلایا تو نہیں جا سکتا، متنفر نہیں کیا جا سکتا یہ سوچا کہ دوسری چال چلو، اور چلی کہ قوم کی توجہ اسکیم کی طرف سے نہ ہٹ سکے تو کوٹھی کی جانب ہی سے ہٹا دی جائے لہٰذا دور دراز بیرونجات تک میں یہ اڑا دیا گیا (اسکی تشریح حضرت الحاج مولانا غلام محمد خانصاحب نے اپنے متذکرہ بالا مکتوب گرامی میں فرمائی ہے) کہ کوٹھی کو حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی رضامندی اور مشورے کے بغیر خریدا گیا ہے اسلئے گارڈ صاحب (سید حمایت رسول) سے حضرت قبلہ سخت ناراض ہیں اور حضرت قبلہ نے کوٹھی میں مدرسہ منتقل کرنے سے انکار کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ ـــ

لوگوں کو اب اس کا یقین کر لینا چاہیئے تھا اور کر لیا لیکن سچ سچ ہی رہتا ہے۔ اصلیت مٹتی نہیں۔ فتنہ گر یہ بات بھول گئے اور اشتہار "مسرت انگیز اعلان" کی اشاعت ان کے ذہن سے خارج ہو گئی جس کی طباعت کی اصلیت یوں تھی کہ جب کوٹھی اور مکان کا ۲۱ نومبر ۶۳ء کو بیعانہ دیدیا گیا تو اسی دن مذکورہ بالا اشتہار کاتب سے لکھوا کر معہ کاتب والی روشنائی کے حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو حضور نے بھی اپنے دست مبارک سے اس پر لکھ دیا اور وہ بعینہٖ چھپکر اشتہار کافی تعداد میں تقسیم ہوا، بیرونجات کو بھی بھیجا گیا۔ اسکی اب بھی چند کاپیاں موجود ہیں کاپی طلب کی جائے تو انشاء اللہ بھیجی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس اصلیت کو بھی یہ فتنہ گر ہضم کر گئے کہ خریداری سے قبل حضرت قبلہ نے خود کوٹھی تشریف لیجا کر خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ حضرت قبلہ کی بابو صاحب (مالک کوٹھی) سے ملاقات نے سودے میں بہت سہولتیں پیدا کر دی تھیں۔ خریداری کے بعد دعائے خیر کے بعد خوشنودی کا اظہار فرماتے رہے اور کوٹھی میں بھی کئی بار رونق افروز ہوئے، مجالس میں شرکت فرمائی۔ یہ سب کچھ شائع بھی ہوا، حضرت قبلہ کی متذکرہ بالا تحریر مبارک کا بلاک بنوا کر ذیل میں "مسرت انگیز اعلان" کی نقل کے ساتھ حضرت قبلہ کی اصل تحریر کا فوٹو پیش کیا جا رہا ہے جو کلیتہً کوٹھی اور مکان کی خریداری کے متعلق حضرت قبلہ کی مرضی و منظوری کے علاوہ اپیل بھی ہے۔

نقل "مسرت انگیز اعلان" کی

برادران اسلام! بے چین تھے کہ کسی صورت رضوی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کی تعمیر کے لیے جلد سے جلد بنیاد ڈالدی جائے۔ شہر اور ملک کے گوشے گوشے سے آوازیں آرہی تھیں کہ فوراً زمین لے لی جائے۔ بفضلہ تبارک و تعالے وبحرمۃ حبیبہ المصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ۳ رجب المرجب ۸۳ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۳ء بروز پنجشنبہ بریلی سٹی اسٹیشن کے قریب سید نقی علی صاحب کی کوٹھی اور اس کے ساتھ ا ونکے ہی ایک مکان کا ساڑھے چھتیس ہزار (۳۶½) روپے پر معاہدہ خریداری، جس کو حضرت مولانا سید شاہ اسرار الحق صاحب صدر مسلم متحدہ محاذ طے کر گئے تھے، کر کے فی الحال بیعانہ دیکر باضابطہ معاہدہ بیع کر لیا گیا ہے۔ اب دردمندان اسلام کے جذبۂ دینی اور حرارت اسلامی سے پرزور اپیل ہے کہ مذکورہ جائداد کی مکمل خریداری یعنی بیعنامہ کے لیے تینتیس ہزار روپیہ جو مدت چار ماہ میں ادا کر کے بیعنامہ کرا لینا طے ہوا ہے اس طرف فوری توجہ فرما کر اپنے عطیات زیادہ سے زیادہ تعداد میں حضور مفتی اعظم ہند قبلہ یا صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفٰے نزد جامع مسجد بریلی ارسال فرمائیں۔

ذیل میں شہزادۂ اعلحضرت حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی تصدیق جلیل اور اپیل کی اپیل بھی ہے جس میں زر قیمت جائداد مذکورہ کے بہم پہنچا دینے کے متعلق حضور نے خصوصاً بریلی اور مواضعات بریلی کے مسلمانوں کی توجہ دلائی ہے لیجئے حضرت قبلہ کی اصل تحریر مبارک دیکھئے۔

س

مئی ۶۷ء

آج ۳ رجب ۸۳ھ کو ملحقہ تھانہ سٹی اسٹیشن کے پاس ایک کوٹھی اور دیکھا تو ایک مکان کا تیسرا حصہ مل کر کرایہ پر دیا گیا ہے
دار العلوم مظہر اسلام بریلی کی تعمیر کے لئے۔ اللہ تعالےٰ اپنا کرم فرمائے [illegible] شہر و مضافات شہر کے مسلمان [illegible] توجہ کریں
کہ یہ پچیس ہزار روپے کو دیکر قبضہ لیکر اوس میں دار العلوم کی عمارت بنائی جائے۔ جب عمارت شروع ہو [illegible]
جب ہی زیادہ توجہ فرمائیں گے اللہ تعالےٰ توفیق دے آمین۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ
۳ رجب ۸۳ھ

المکلف:۔ سید حمایت رسول غفرلہٗ صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ نزد جامع مسجد بریلی (نقل مسرت انگیز اعلان ختم)

دیکھا آپ نے کیا بات اڑائی قوم کو کسطرح متنفر کیا واہ رے عیاری و مکاری۔ قوم کو اسطرح بدظن کرنے اور اس اسکیم و کوٹھی سے نفرت دلانے والو تم اپنی مکاری اور فریب کاری سے اصلیت کو ملیامیٹ نہ کر سکو گے سچ سچ ہی رہے گا۔ قوم اب کبھی مکاروں کے فریب اور دھوکے میں نہ آئے گی ——— میں گذشتہ عرس رضوی شریف ۱۳۸۶ھ میں جہانتک ہو سکا ہر کس و ناکس سے اور جب سے اب تک بھی ہر ایک سے بالخصوص ۱۷ جولائی ۶۶ء کی میٹنگ میں حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کے روبرو بھی عرض کر چکا ہوں کہ جناب ساجد علی خانصاحب مدرسہ کو کوٹھی میں لیجائیں مجوزہ دستور و کمیٹی کے تحت خود کوٹھی میں مدرسہ کو چلائیں میں مجوزہ کمیٹی سے بالکل ان کے حق میں دستبردار ہونے کو تیار ہوں اور اب بھی میری یہی گزارش ہے کہ جناب ساجد علی خانصاحب اسے منظور فرمالیں! مدرسہ کو کوٹھی میں لے آئیں دستور و کمیٹی کے تحت چلائیں تو بہت بہت خوب ہو، تاکہ قوم کو اپنے تعاون کی تسکین تو ہو جائے اور تعمیری امداد جو معطل ہے آگے کو چلے۔ اگر اب بھی موصوف اپنی ضد اور طرز عمل پر قائم رہیں تو میں حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتا ہوں کہ حضور مدرسہ کو کوٹھی میں مجوزہ دستور و کمیٹی کے تحت خواہ کسی کے بھی چارج میں بھیجیں بھیج ضرور دیں اور جیسا کہ تجویز ہو چکا ہے درجۂ امامت، درجۂ حفاظ مسجد میں قائم فرمادیں کہ مسجد بھی خالی نہ ہو جائے ——— آخر میں دست بستہ عرض خواہ ہوں کہ اس کم نصیب کو رضوی دار العلوم مظہر اسلام کی دستوری کمیٹی سے و نیز ریلیف کمیٹی سے سبکدوش فرمادیں۔ مذکورہ بالا ۱۷ جولائی ۶۶ء کی میٹنگ میں جناب ساجد علی خانصاحب نے حضور قبلہ کی موجودگی میں برملا میرے متعلق فرمادیا (اصل الفاظ تو پبلش کرنے سے قاصر ہوں البتہ مفہوم یہ تھا کہ ''یہ حاسدی ہیں۔ مرحوم (جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ) نے انکو اختر رضا خاں کا مشیر بنایا نشر کیا لیکن ان سے امید ہو سکتی ہے کہ یہ مظہر اسلام کی بہبودی چاہیں گے بلکہ یہ تو اسکی بیخ کنی کر کے منظر اسلام کو تقویت پہنچائیں گے''۔ حضرات! جناب ساجد علی خانصاحب کا یہ گندہ خیال میری کمر ہمت توڑ چکا ہے میں نے بہت صبر کے ساتھ ان کے الفاظ کو برداشت کیا ہے۔ آپ حضرات خود فیصلہ کریں کہ مظہر اسلام کی بیخ کنی میں کروں گا یا موصوف کر رہے ہیں ——— ابھی حال ہی میں ایک افواہ اوراڑی کہ ساجد علی خانصاحب نے گارڈ صاحب کو کسی نہ کسی طرح پر ساز باز کر کے راضی کر لیا ہے کہ گارڈ صاحب رضوی دار العلوم کے معاملہ میں خاموشی اختیار کرلیں۔ خدا بھلا کرے افواہ بیخ ساخت کرنے پھیلانے اور نشر کرنیوالوں کا اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں اللہ تبارک و تعالےٰ ان کو اچھی توفیق دے

——— (مولانا ساجد علی خاں صاحب زندہ باد) ——— فقط والسلام ———

گوشوارہ آمد و خرچ ریلیف کمیٹی (تعمیرات) ابتدائے اپریل ۶۶ء لغایۃ مارچ ۶۷ء

تفصیل رقوم

تفصیل رقوم	پیسے	روپیہ
(۱) **آمد** — عطیہ، زکوٰۃ، فطرہ، زرچرم قربانی وغیرہ معہ دو انگل آکرن وزنی ۲۰ سیر ۷ چھٹانک	۸۴	۱۴۴۲
وصولی کرایہ علاوہ کوٹھی کے دیگر مکانات و دوکان وغیرہ سے	۰	۷۵۴
یکم اپریل ۶۶ء کو تحویل میں تھے ۲-۴۴ وصولی پچھلی باقی ۴۵۶-۵۰	[illegible]	۴۵۸
جناب خلیل الرحمن خانصاحب کی علاوہ ۵۶۸-۵۶ پچھلے سال کے قرض کے مزید سال مذکورہ میں قرض لیا گیا	۱۰	۲۱۱
متعلقہ پریس فنڈ بذریعہ خلیل الرحمن خانصاحب قرض	۰	۵۰۰۰
میزان آمد منجملہ دو انیگل آکرن وزنی ۲۰ سیر ۷ چھٹانک کے ←	۷۸	۷۸۱۶
(۲) **خرچ** — نوٹس وغیرہ کرایہ داران کو ۱۳-۵۰ ؛ کمیٹی کوٹھی میں ۱۵ جون کو ۲۸-۹۶	۴۶	۴۲
لٹریچر اشاعت پر ۸۵-۴۸ اسٹیشنری پر ۱۱-۵۸ ؛ خرید کارڈ ٹکٹ لفافہ وغیرہ ۴۷-۸۰	۲۳	۱۰۸
الاؤنس صدر مارچ ۶۶ء نغایت دسمبر ۶۶ء (جنوری ۶۷ء سے الاؤنس نہیں لیا ہے) - - - - - - -	۰	۱۰۰۰
خرچ کوٹھی رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن مرمت کوٹھی دیوار و پھاٹک وغیرہ میں معہ چوکیداری وغیرہ کے	۴۹	۹۶۷
خرچ متفرق (خرچ رقم جو ارسال کنندگان نے فراہم کرنے اور بھیجنے پر خرچ کی) - - - - - - -	۳۳	۲۹۷
خرچ سفر وغیرہ معہ سفر خرچ علماء کرام وغیرہ ۔ محصلین وغیرہ کو (نیز خرچ پریس فنڈ وغیرہ سے متعلق) - - - - -	۷۳	۱۸۴۷
خرچ تعمیر مکان سید رضا علی صاحب ذخیرہ پر ۔ جناب خلیل الرحمن صاحب نے اس مکان کی زمین پر از سر نو چار عدد مکانات اور ایک بالاخانہ تعمیر کرائے انکے فرمانے کے مطابق انہوں نے ۶۵۳۱-۳۱ خرچ کئے ۔ ۳۱۰۰ روپیہ پچھلے گوشوارہ میں دیکھو	۳۱	۳۴۳
	۵۵	۷۶۹۴
(۳) **باقی** — مکتبہ پاسبان الہ آباد کے ذمہ مزید رقم واجب ہوگئی - - - - - ۳-۴۴-۶		
عرس رضوی شریف ۶۶ء کے موقع پر کوٹھی رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن بریلی میں مقیم مہمانان عرس کے سلسلے میں رقم خرچ کی گئی جب سے ابتک باوجود کئی بار بل پیش کرنے اور بار ہا تقاضا کرنے کے مہتمم عرس جناب مولانا ساجد علی خانصاحب نے ادا نہیں کی۔ انکے ذمہ باقی ہے (حضرت قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سے عرض کیا گیا تو فرمایا میں عرس شریف کا کل روپیہ ادا کر چکا ہوں) مولانا ساجد علی خانصاحب توجہ فرما کر جلد ادا فرمائیں ۲۰-۵۸	۲۳	۱۲۲
میزان خرچ	۷۸	۷۸۱۶

نوٹ: (۱) یکم اپریل ۶۷ء کو تحویل میں کچھ نہیں نہ دفتر میں نہ خزانچی کے پاس (۲) ۱۷ دسمبر ۶۶ء کو شیخ خلیل الدین احمد صاحب مرحوم ٹاہ والوں کی بیگم صاحبہ نے گلی منہیاران متصل کوتوالی پرانی کتب خانہ والے مکان پختہ دو منزلہ معہ چھ قطعہ دوکانات میں کا اپنا چودہ آنہ کا حصہ رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن کے نام وقف کر دیا ہے خرچ رجسٹری وغیرہ انھوں نے اپنے ہی پاس سے کیا۔

فقیر سید حمایت رسول صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ نزد جامع مسجد ——— بریلی شریف۔

گوشوارہ آمد و خرچ ریلیف کمیٹی ابتدائے مارچ ۶۲ء لغایۃ ۳۱ مارچ ۶۷ء

یعنی ۶۰ ماہ ۲۵ دن کا ایک نظر میں بابت تعمیر و خلوۂ رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن بریلی.

تفصیل رقوم

تفصیل رقوم	پیسے	روپیہ
(۱) آمد — گولک ۹۶-۲۱۵ ـ نذر و نیت ۵۰-۱۳۷ ـ فطرہ ۴۴-۹۱۷ ـ دیگر ذرائع سے ۱۱۲ ـ صدقات و زر چرم قربانی ۱۵-۵۹۷ ـ زکوٰۃ ۲۵-۲۲۷۲۷ عطیہ ۲۵-۳۸۵۳۶	۷۵	۶۳۰۴۳
کرایہ ملحقہ مکان کوٹھی سے ۹۶۰ ـ مکان و دوکان موقوفہ حاجی محمد یعقوب صاحب سے ۵۰-۴۹	۵۰	۱۰۰۹
قرض جناب خلیل الرحمٰن خاں صاحب ۶۶-۷۲۹ قرض پریس فنڈ نذر بو جناب خلیل الرحمٰن صاحب ۵۰۰۰	۶۶	۵۷۲۹
میزان آمد منجملہ دو اینگل آئرن وزنی ۲۰ سیر ۷ چھٹانک کے	۹۱	۶۹۹۸۲
(۲) خرچ — ڈاک ٹکٹ کارڈ لفافہ وغیرہ ۷۵-۵۰۰ اسٹیشنری وغیرہ ۹۹-۱۳۷	۷۴	۶۳۸
بابت رجسٹری ۲ مکانات و ایک دوکان موقوفہ ۵۰-۵۵۳ خرید گولک ٹین و چوبی ۲۵-۲۰۱	۸۵	۷۵۴
بابت خالی کرانے مکانات و مطالبہ کرایہ وغیرہ ۶-۲۷۸ نشر و اشاعت ۶۱-۱۲۱۰	۶۷	۱۴۸۸
جلسوں پر مع سفر خرچ علماء کرام وغیرہ ۹۷-۹۸۹ اجرار اخبارات و رسائل وغیرہ ۶۰-۱۸	۵۷	۱۰۰۸
تیاری بلاک و چھپائی رسیدات وغیرہ ۵۴-۳۲۸ الاؤنس و تنخواہ ملازمین ۸۸-۶۴۱۲	۴۲	۶۷۴۱
خرید کوٹھی و مکان مع رجسٹری نزد سٹی اسٹیشن ۴۹-۶۶-۳۸۵ متعلق ریلیز کرانے کوٹھی کے ۸۷-۱۶۶	۳۶	۳۸۷۴۳
خرچ کوٹھی رضوی دار العلوم منظر اسلام نزد سٹی اسٹیشن پر مع چوکیداری وغیرہ کے	۴۹	۹۶۷
سفرار وغیرہ مع خرچ متعلقہ پریس فنڈ و متفرقات و خرید اشیاء ضروریات برائے استعمال دفتر و کوٹھی وغیرہ	۱۳	۵۲۵۹
سید رضا علی صاحب والے ذخیرہ کے مکان سے متعلق چار مکانات و ایک بالاخانہ کی از سر نو تعمیر پر خرچ ہوئے	۳۱	۶۵۳۱
محصلین وغیرہ کو وہ رقم جو ارسال کنندگان نے فراہم کرنے اور بھیجنے پر خرچ کی ـ ـ ـ ـ	۵۳	۶۴۷۴
	۷	۶۸۷۰۸
(۳) باقی — مولوی محمود رضا صاحب پر ۲۵-۲ سید عباس علی صاحب پر ۳۰ ـ جناب مفتی صاحب پر ۷۰ ـ جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب پر ۶۱-۶۰ جناب فخر الدین صاحب شیر لود پر ۷۰-۶ مکتبۂ پاسبان پر ۸-۴۶ جناب سرفراز احمد صاحب گلاب نگر پر جون ۶۳ء سے ۲۰ جناب ساجد علی خاں صاحب پر ۲۰-۵۸ مولوی امیر احمد صاحب پر ۳۱ مارچ ۶۵ء سے ۹۵-۲۴ ـ کاتب حمید الدین صاحب پر ۲۸ جناب عبد العزیز خاں صاحب پر بضمانت مولوی مظفر حسین صاحب جون ۶۳ء سے ۵۱۰	۸۴	۱۲۷۴
میزان خرچ	۹۱	۶۹۹۸۲

نوٹ: ـ (تحویل میں یکم اپریل ۶۷ء کو کچھ نہیں نہ دفتر میں نہ خزانچی کے پاس)

فقیر سید محمد حمایت رسول صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ نزد جامع مسجد بریلی شریف